REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3.

جلد ۳۶ | شمارہ ۶

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:-

شرحِ چندہ
سالانہ ۴۵ روپے
ششماہی ۲۳ روپے
ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک ۱۶۰ روپے
فی پرچہ :- ایک روپیہ

THE WEEKLY "BADR" QADIAN

۵ تبلیغ ۱۳۶۶ ہش | ۵ فروری ۱۹۸۷ء | ۶ جمادی الثانی ۱۴۰۷ھ

2628. Major Zaheeruddin Khan Sahib, A.M.C.
Army Hospital,
Dept. of Opthalmology,
DELHI CANTT - 110010.

اخبارِ احمدیہ

قادیان - یکم تبلیغ (فروری) - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارے میں ہفتۂ زیرِ اشاعت کے دوران لندن سے بذریعہ ڈاک موصول ہونے والی اطلاع کے مطابق حضور پُر نور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔ اور دن رات مہماتِ دینیہ کے سر کرنے میں معروف ہیں۔ الحمد للہ۔

احبابِ کرام التزام کے ساتھ اپنے جان و دل سے محبوب آقا کی صحت و سلامتی اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کیلئے دُعائیں جاری رکھیں۔

● - محترمہ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ احبابِ جماعت حضرت سیدہ موصوفہ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے بالالتزام دُعائیں کرتے رہیں۔

● - ربوہ سے بذریعہ ڈاک موصولہ مورخہ ۲۸/۱ کی اطلاع کے مطابق محترمہ سیدہ قدسیہ بیگم صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی طبیعت فلو کی وجہ سے ناساز ہے اور کمزوری بھی زیادہ ہے۔ خود محترم میاں صاحب کی طبیعت بھی گزشتہ دنوں فلو کے باعث ناساز رہی جس کی وجہ سے گلے میں اب بھی تکلیف ہے۔ ہر دو بزرگان کی کامل و عاجل شفایابی کیلئے قارئین سے دُعا کی درخواست ہے۔ ● - مقامی طور پر تمام درویشانِ کرام و احبابِ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

حیدرآباد

فجی آئی لینڈز میں شمعِ احمدیت کے پروانوں کا ۱۷ واں جلسہ سالانہ

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا رُوح پرور پیغام

ملک کے نائب وزیر اعظم، TUVALU کے ایک وفد اور فجی کے بہت سے غیر احمدی و غیر مسلم احباب کی شمولیت

رپورٹ مرسلہ مکرم عبد العزیز ڈوگر صاحب شاہد قائم مقام امیر و مشنری انچارج فجی

جماعت احمدیہ فجی کا سترھواں جلسہ سالانہ مورخہ ۲۴-۲۵-۲۶ دسمبر ۱۹۸۶ء کو فضلِ عمر مسجد لٹوکا میں بفضلہٖ تعالیٰ منعقد ہوا اور کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ کی تیاری

جلسہ کے انعقاد کے بارہ میں خاکسار نے دو بار ریڈیو فجی پر اعلان کیا۔ اس کی اغراض و مقاصد بیان کئے۔ اور اس میں شمولیت کے لئے سبھی مذاہب کو دعوت دی گئی۔ انعقادِ جلسہ کے لئے مسجد اور احاطۂ مسجد کو کلمہ شہادت، قرآنی آیات کے ترجمہ اور تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خوبصورت بینرز کے ذریعہ دلکش بنایا گیا۔ بفضلہٖ تعالیٰ جلسہ سے قبل تمام انتظامات پایۂ تکمیل کو پہنچے۔

مہمانانِ کرام کی آمد

جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان مورخہ ۲۴/۱۲/۸۶ سے قبل ہی آنے شروع ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ مورخہ ۲۵/۱۲/۸۶ کی صبح تک بفضلہٖ تعالیٰ کثیر تعداد میں کاروں، بسوں، ہوائی جہاز اور بحری جہاز کے ذریعہ دُور دراز علاقوں سے احباب تشریف لائے۔ اور یوں محسوس ہوتا تھا گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلاموں کو حضورؑ کے الہامات، "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" اور "یاتیک من کلّ فجٍّ عمیق و یاتون من کلّ فجٍّ عمیق" کی صداقت کی کشش از خود کھینچے لئے آرہی ہے۔

مورخہ ۲۴/۱۲/۸۶ کے پروگرام کے مطابق شام کو خاکسار نے درس القرآن۔ مکرم حافظ احمد جبرائیل سعید صاحب مشنری مجابسہ نے درس حدیث اور مکرم ماسٹر محمد حسین صاحب لوکل مبلغ نے درس ملفوظات دیا۔ اسی طرح مورخہ ۲۵/۱۲/۸۶ کو بھی نمازِ تہجد اور نمازِ فجر کے بعد درس القرآن، درس حدیث اور ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام دیئے گئے۔

مہمانِ خصوصی کی آمد اور جلسہ کا آغاز

پروگرام کے مطابق تمام مہمان ۹-۳۰ بجے صبح فضلِ عمر مسجد میں جمع ہو چکے تھے۔ جس میں جماعت کے علاوہ کافی تعداد میں مسلمان اور غیر مسلم احباب بھی شامل تھے ٹھیک دس بجے ملک کے نائب وزیر اعظم جناب RATU DAVID TOIVCANAVALU اپنی سرکاری گاڑی میں تشریف لائے۔ خاکسار اور مکرم حافظ صاحب جنرل سیکرٹری، قائد صاحب صوا اور صدر صاحب صوا نے اُن کا استقبال کیا۔ کار سے باہر آنے پر خاکسار نے اُن کو ہار پہنایا۔ دیگر احباب سے مصافحہ ہوا۔ پریس نے فوٹو لئے۔ بعدہٗ موصوف خاکسار کے ہمراہ مسجد میں تشریف لے گئے جہاں سینکڑوں احباب تشریف فرما تھے۔ مہمانِ خصوصی کے اپنی مخصوص نشست پر رونق افروز ہونے کے بعد خاکسار نے اُن کا استقبال کیا بعدہٗ مکرم حافظ احمد جبرائیل سعید صاحب کی تلاوت قرآن پاک سے جلسہ کا باضابطہ آغاز ہوا۔ تلاوت کردہ آیات کا انگلش ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ مکرم ایم۔ داؤد خان صاحب جنرل سیکرٹری نے استقبالیہ ایڈریس پیش کیا۔ جس میں آپ نے استقبال کے علاوہ جماعتِ احمدیہ کا بھی مختصراً تعارف کروایا۔ ازاں بعد مہمانِ خصوصی نے اپنی افتتاحی تقریر فرمائی جس میں انہوں نے جماعتِ احمدیہ کی مساعی کو سراہا۔ اور فرمایا کہ مجھے یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ اس جماعت کے سالانہ جلسہ میں انڈین۔ فیجین۔ مسلمان۔ ہندو۔ سکھ۔ عیسائی سبھی شامل ہیں جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ جماعت ہر ایک سے محبت کرتی ہے۔ اور اُن کا یہ ماٹو کہ "محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں" بہت پیارا ہے۔ اگرچہ میں عیسائی ہوں اور آج کرسمس ڈے بھی ہے لیکن جب جماعتِ احمدیہ کی طرف سے مجھے دعوت ملی تو میں نے اسے خوشی سے قبول کیا۔ اور مجھے یہ معلوم کر کے کہ یہ جماعت قرآن کریم کا فیجین زبان میں ترجمہ شائع کر رہی ہے جو عنقریب منظرِ عام پر آجائے گا بہت خوشی ہوئی۔

(باقی سلسلہ صفحہ ۲ پر) ←

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش :- عبد الرحیم و عبد الرؤف مالکان حمید ساری مارٹ صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر :- نگران بورڈ بدر قادیان

اپنی تقریر کے آخر میں آپ نے ایک بار پھر جماعت کا شکریہ ادا کیا۔

پیغام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ

عزت مآب نائب وزیرِ اعظم کے خطاب کے بعد خاکسار نے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام اور پھر اس کا انگلش ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ حضور پُر نور کے اردو پیغام کا متن درج ذیل ہے:-

"عزیز بھائیو اور بہنو!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی ہے کہ جماعتِ احمدیہ فجی ۲۴-۲۵-۲۶ دسمبر ۱۹۸۶ء کو SUVA میں اپنا جلسہ سالانہ منعقد کر رہی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر جہت سے کامیاب اور بابرکت فرمائے اور آپ کو فجی میں اسلام کے پیغام امن و سلامتی کے پھیلانے کے لئے ایک غیر معمولی جوش اور ولولہ عطا ہو۔ مذہب کے بارہ میں یہ جو جاہلانہ تصور ہے کہ اس سے فساد پھیلتے ہیں اور آپس میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اس تصور کو جماعتِ احمدیہ نے نہ صرف اپنی زبان سے بلکہ عمل سے ثابت کرنا ہے کہ جھوٹا ہے اور یہ ثابت کرنا ہے کہ مذہب انسانوں کے درمیان امن اور صلح و آشتی پھیلانے کا موجب ہے۔

اس کے برعکس یہ تصور کہ مذہب فساد کا موجب بنتا ہے یہ آج کی کوئی نئی بات نہیں بلکہ قرآن کریم بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے پہلے خلیفہ کے قائم کرنے پر بھی فرشتوں نے اس کا اظہار کیا تھا مگر خدا تعالیٰ نے اس اعتراض کو رد کر دیا۔ فساد ہمیشہ مذہب کے نام پر مذہب دشمن طاقتیں کرتی ہیں۔ اس لئے جو کوئی مذہب کے نام پر فساد کرتا ہے تو اس کا مذہب جھوٹا ہے یا وہ اپنے مذہب کو جھوٹا ثابت کرتا ہے۔

پس میں نہیں چاہتا کہ احمدی کوئی ایسا نمونہ دکھائیں جس سے اسلام کے پاک نام کو داغ لگے اور اس کی طرف فساد منسوب ہو۔ آج اسلام کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ نے فجی میں اس کے پیغام کو صحیح طور پر کام کرنا ہے اور سارے فجی کو امن اور صلح سے معمور کرنا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

خاکسار مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع

اس کے بعد خاکسار نے سپاسنامہ پیش کیا جس میں مہمانِ خصوصی اور دیگر مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور اسی ضمن میں جماعتِ احمدیہ کا مزید تعارف کرانے کے بعد دُعا کی اہمیت واضح کی گئی اور درخواست کی گئی کہ اب ہم سب اس جلسہ کے بابرکت اور مفید ہونے کے لئے دعا کریں گے سپاسنامہ پیش کرنے کے بعد خاکسار نے اجتماعی دُعا کرائی۔ مہمانِ خصوصی و دیگر مہمانانِ کرام کے اعزاز میں چونکہ لائبریری روم میں ریفرشمنٹ کا انتظام کیا گیا تھا اس لئے لائبریری کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام و خلفاء عظام کی تصاویر اور خوبصورت بینرز سے مزین کیا گیا تھا۔ نیز جماعتی لٹریچر بھی DISPLAY کیا گیا تھا تاکہ آنے والے حضرات چائے کے ساتھ یہ تبلیغی مناظر اور سب سے بڑھ کر حضرت اقدس علیہ السلام کا فوٹو دیکھیں۔ الحمد للہ یہ پروگرام بہت اچھا رہا۔ چائے سے فارغ ہونے کے بعد خاکسار نے نائب وزیرِ اعظم کی خدمت میں قرآن کریم اور اسلامی اصول کی فلاسفی کا تحفہ خوبصورت پیکنگ میں پیش کیا۔ جسے انہوں نے بڑی عقیدت اور خوشی سے قبول فرمایا اور سبھی کا ایک بار پھر شکریہ ادا کر کے واپس تشریف لے گئے۔

اس پروگرام کے بعد مکرم محمد شفیق صاحب نے نظم پڑھی بعدہٗ خاکسار نے ہستی باری تعالیٰ پر تقریباً ایک گھنٹہ تقریر کی جس میں منکرینِ ہستی باری تعالیٰ کے اعتراضات کے جواب بھی دیئے گئے۔ خاکسار کی تقریر کے ساتھ ہی یہ پہلا اجلاس نماز ظہر و عصر ادا کرنے کے لئے اختتام پذیر ہوا۔

دوسرا اجلاس

دوسرا اجلاس دو بجے مکرم یعقوب علی مقبول صاحب صدر جماعت صُوا کی تلاوتِ قرآن کریم سے شروع ہوا۔ نظم محمد اعزاز صاحب نے پڑھی۔ بعدہٗ مکرم حافظ احمد جبرائیل سعید صاحب نے "گھانا میں احمدیت" کے موضوع پر تقریر کی جس میں آپ نے متعدد ایمان افروز واقعات سے احبابِ جماعت کو آگاہ کیا۔ ازاں بعد مکرم محمد عبدالمالک صاحب نے نظم "ہے دستِ قبلہ نما لا الٰہ الا اللہ" خوش الحانی سے پیش کی۔ بعدہٗ مکرم ماسٹر محمد حسین صاحب نے "سیرۃ النبی صلعم (تبلیغ)" کے موضوع پر انگلش میں، مکرم محمد شمشیر خاں صاحب نے W.SAMOA میں تبلیغی مساعی" کے موضوع پر اور MR. OFATI جو TUVALU سے آئے ہوئے تھے نے TUVALU میں جماعتی ترقی کے موضوع پر تقاریر کیں۔ چائے کے وقفہ کے بعد مکرم محمد اسماعیل صاحب نیشنل سیکرٹری مال نے مالی قربانی کی اہمیت و برکات پر، مکرم حاجی محمد حنیف صاحب آف لٹوکا نے صد سالہ جوبلی پر اور مکرم ماسٹر محمد حسن صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعودؑ پر روشنی ڈالی۔ اس طرح یہ اجلاس ۵½ بجے شام اختتام پذیر ہوا۔

تیسرا اجلاس

مورخہ ۲۶/۱۲/۸۶ کو نمازِ تہجد و نمازِ فجر کے بعد درس قرآن کریم۔ درس حدیث اور درس ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام دیا گیا۔ ازاں بعد ٹھیک ۸½ بجے صبح جلسہ کے تیسرے اجلاس کی کارروائی کا آغاز مکرم محمد شاہ صاحب کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم یعقوب خان صاحب نے نظم پڑھی۔ اور مکرم ممتاز علی مقبول صاحب نے جلسہ سالانہ ربوہ کے تاثرات بیان کئے۔ حاضرین پر اس کا بہت نیک اثر ہوا۔ ان کے بعد مکرم ماسٹر محمد حنیف صاحب آف مباسہ نے "خلافتِ رابعہ کی تحریکات" مکرم محمد عقیب خان صاحب صدر ناندی نے "وفاتِ مسیح علیہ السلام" مکرم فاروق جان خان صاحب نے "تحریکِ جدید کی اہمیت" اور مکرم محمد معروف صاحب نے "خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریوں" پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ سبھی مقررین نے احسن رنگ میں اپنے اپنے مضامین پر روشنی ڈالی۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

چائے کے وقفہ کے بعد مکرم محمود شاہ صاحب آف ناصر واتنگا نے نظم پڑھی بعدہٗ مکرم محمد عزیز خان صاحب نے "انصار اللہ کی ذمہ داریاں" مکرم محمد شمیم صاحب سیکرٹری مال VOLOEN نے "فیجی میں احمدیت" اور مکرم حافظ احمد جبرائیل سعید صاحب نے پاکستان کی موجودہ صورتِ حال اور ہماری ذمہ داریاں" کے عنوان پر تقاریر کیں۔ آخر میں خاکسار نے اختتامی تقریر کی جس میں احباب کو پیش آمدہ حالات کے بارہ میں آگاہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نزول کی طرف توجہ دلائی۔ اور اس بات کی تحریک کی کہ آج احمدیت کا جھنڈا اس ملک میں آپ لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ اپنے پاکستانی احمدی بھائیوں کی قربانیوں کو اپنے سامنے رکھیں۔ امامِ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے داعی الی اللہ بن جائیں اور اپنی جان مال، عزت و آبرو کو کلمۂ شہادت کی سربلندی کے لئے پیش کر دیں۔ حالاتِ حاضرہ کو سن کر ہر آنکھ نمناک تھی۔ اور ہر دل بریاں تھا۔

آخر میں اجتماعی دُعا کی گئی جس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعتِ احمدیہ فیجی کا سترھواں سالانہ جلسہ بخیر و خوبی کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

ہمارے اس جلسہ سالانہ کی خبریں ریڈیو فیجی اور بہت سے اخبارات نے بھی دیں۔ جس سے جماعتِ احمدیہ کا سارے ملک میں بڑی کامیابی کے ساتھ چرچا ہوا۔ قارئینِ بدر سے دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اِن حقیر مساعی میں غیر معمولی برکت ڈالے اور جزائر فیجی میں احمدیت کو عظیم الشان ترقیات عطا فرمائے۔ آمین۔

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

سالِ نَو مُبارک

دوستو! پیارو! مبارک سالِ نَو ہو آپ کو
ہر گھڑی نظروں میں اپنی ہو یہ راہِ اِتّقا

اُسوۂ خیر الرسلؐ دائم رہے مدِّ نظر
سرفرازی کی ضمانت ہے یہی، اہلِ وفا

سرخرو دونوں جہاں میں ہیں وہی بے نفس لوگ
جو خلافت کے نظامِ سرمدی پر ہوں فدا

کیوں دِگر گوں حالتِ دُنیا ہے دیکھو تو ذرا
کیوں مزاجِ ناکساں ہے اس قدر بگڑا ہوا

جیفۂ دُنیا پہ اِنساں کیوں گرا جاتا ہے یُوں
ابنِ آدم میں ہے کیوں پھر نخوت و کبر و ریا

پیار ہے سب سے ہمیں نفرت کسی سے بھی نہیں
کیوں ہے پھر تیروں کا یہ باراں ہم پر ہی سدا

ظلم اور سفاکیت اسلام کے ہی نام پر
مومنوں کو کلمہ گوئی کی یہ فرعونی سزا

یہ جہاں والے نہیں سُنتے تو آؤ دوستو!
اُس بڑی سرکار کی دہلیز پر دیدیں صدا

آؤ جُھک کر عاجزی سے باخلوص و انکسار
آسمانی باپ سے کہدیں یہ سارا ماجرا

"حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر"
آؤ اُس سے کہدیں جو ہے خالقِ ارض و سما

اُس کا فرمان ہے کہ سُنتا ہے وہ مضطر کی پکار
اُس کی سُنّت ہے کہ دیتا ہے اطاعت کی جزا

گریہ و زاری کریں ہم اپنے مولا کے حضور
نفل کے روزے ہوں دِن کو، رات کو آہ و بکا

تزکیہ اپنا کریں، داعی الی اللہ بنیں
خدمتِ خلق کریں ہم روز و شب صبح و مسا

نوعِ انسان سے محبت پیار کا برتاؤ ہو
عاجزانہ ہو عبادت، مخلصانہ ہو دُعا

یا رب یہ معبود کی بستی سدا آباد ہوں!!
دل میں ہو نورِ محمدؐ، لب پہ ہو صلِّ علیٰ

مُحتاجِ دُعا:- خاکسار عبدالرحیم راٹھور

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ کا اندرونی نظام شہادت دے رہا ہے کہ اس کے قیام کا ایک خاص مقصد ہے

مگر ہم اپنے وقت کا اکثر حصہ ضائع کر دیتے ہیں اور نیک مقاصد پر اس کو استعمال نہیں کرتے

اس جہت سے ہمارے لئے ہر سال کے اختتام اور نئے سال کے آغاز پر انفرادی اور اجتماعی رنگ میں جائزہ لینا از بس ضروری ہے!

از سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۶ فتح (دسمبر) ۱۳۶۵ ہش ۱۹۸۶ء۔ بمقام مسجد فضل۔ لندن

مرتبہ: مکرم عبدالحمید غازی صاحب۔ لندن

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:-

وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ○

(الجاثیہ ۲۵ : ۲۵)

اور پھر فرمایا:-

قرآن کریم کی یہ آیت جس کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے

مادی فلسفۂ حیات کا خلاصہ

پیش کرتی ہے۔ مادی اقوام یعنی مادہ پرست قومیں خواہ وہ مشرق سے تعلق رکھتی ہوں یا مغرب سے، دونوں میں قدر مشترک یہی فلسفۂ زندگی ہے۔ اس آیت کا ترجمہ یہ ہے: وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا کہ سوائے اس کے کچھ بھی نہیں ہے جو ہماری دنیا کی زندگی ہے۔ نَمُوتُ وَنَحْيَا، اس میں ہم مرتے بھی رہتے ہیں اور زندہ بھی ہوتے رہتے ہیں۔ وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ۔ سوائے زمانے کے کوئی طاقت ہمیں مارتی نہیں۔ وہ یہ خیال کہ پھر کوئی ایک طاقت ہے جس کا نام خدا ہے۔ ذی اقتدار ہے وہی زندہ کرتی ہے اور وہی مارتی بھی ہے۔ یونہی ڈھکوسلے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا لَهُمْ بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ۔ خود ان کو علم نہیں ہے۔ زندگی اور موت کا فلسفہ ہے کیا؟ کیوں موت سے زندگی بنتی ہے، زندگی سے موت۔ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ، محض ظنی باتیں کر رہے ہیں۔

آج میں نے اس آیت کا مضمون اس لئے موضوع سخن بنایا ہے کہ اپنے خطاب کے لئے چنا ہے کہ یہ سال ختم ہو رہا ہے اور ایک نئے سال کا آغاز ہونے لگا ہے۔ اور اس وقت کا اس مضمون سے بھی ایک تعلق ہے۔ لیکن پیشتر اس کے کہ میں وہ تعلق بیان کروں یہاں

ایک ضمنی بات

بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ قرآن کریم نے جو یہ فرمایا وَمَا لَهُمْ بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ اس میں احمدی مفکرین اور احمدی سائنسدانوں کے لئے ایک تحقیق کے میدان کی طرف انگلی اشارہ کی گئی ہے۔ اور ایک بہت بڑا کھلا تحقیق کا میدان پڑا ہوا ہے جس طرف اب تک مغربی اقوام کی نظر نہیں گئی۔ وہ فلسفہ حیات اور فلسفۂ موت ہے اس پہلو سے، کیا زمانہ خود بخود مار دیتا ہے؟ یا مرنے کا جو اصول ہے وہ اور ہے؟ کوئی اور وجوہات ہیں جو موت کے پیچھے کارفرما ہیں۔ اور ان وجوہات میں ایک منظم منصوبہ ہے۔ اور ایک مقصد ہے اس کا؟ یہ وہ پہلو ہے جس کی طرف ابھی تک دنیا کے سائنٹسٹس اور فلسفرز اور بیالوجسٹس نے توجہ نہیں کی۔ کیونکہ اس فلسفہ حیات کا بیرونی خدا کے تصور کا اس سے پہلے تقاضا کرتی ہے۔ اگر خدا ہے ہی نہیں اور کوئی بیرونی چیز ایسی نہیں ہے جس نے دنیا کو ایک خاص مقصد کیلئے پیدا کیا ہو تو ایسا عقیدہ رکھنے والوں کے لئے یہ سوال پیدا ہو ہی نہیں سکتی۔ جس کا جنم لینا فی ذاتہٖ بے مقصد بن جاتا ہے۔ کیونکہ اگر کوئی خدا ہے ہی نہیں اور کوئی بیرونی چیز ایسی نہیں ہے جس نے دنیا کو ایک خاص مقصد کیلئے پیدا کیا ہو تو ایسا عقیدہ رکھنے والوں کے لئے یہ سائنس پیدا ہو ہی نہیں سکتی۔ جس کا جنم لینا فی ذاتہٖ بے مقصد بن جاتا ہے۔ کیونکہ اگر کوئی خدا ہے ہی نہیں جس نے اس کائنات کو تنظیم دی ہے، ترتیب دی ہے۔ جس کو درجہ بدرجہ آگے بڑھایا ہے، جو بتاتا جس کا قدم ترقی کی طرف بڑھنے کے انتظام

کئے ہیں۔ اور ایک مقصد کی پیروی کی طرف اس سے آگے بڑھایا ہے۔ اگر یہ فلسفہ حیات درست نہیں ہے اگر یہ نظریہ بنیادی طور پر غلط ہے تو

زندگی کے بعد موت کی وجوہات تلاش کرنا

بے معنی ہو جاتا ہے سوائے اس کے کہ وہ فوری وجوہات تلاش کی جائیں جنہیں دور کرنے کی کوشش کی جا سکتی ہے چنانچہ ان کا علم طب خواہ اس کا کوئی نام بھی رکھ لیں، اس کا صرف اس حصے سے تعلق ہے کہ فوری طور پر موت کیوں واقع ہوتی ہے؟ لیکن موت کے لئے جو نظام مقرر ہے ہر چیز کی ایک طبعی عمر مقرر ہے۔ کیا وجوہات ہیں جن کے نتیجے میں نشوونما کے پورے سامان موجود ہونے کے باوجود ایک زندہ چیز ایک عرصے کے بعد لازماً موت کی طرف حرکت کرنا شروع کر دیتی ہے۔ اور ہر زندہ چیز کے لئے ایک عرصہ حیات مقرر ہے اور اس کے جینز (GENES) میں کوڈڈ میسیج (CODED MESSAGE) کی شکل میں موجود ہے۔ اس پیغام سے وہ چیز تجاوز کر ہی نہیں سکتی۔ پابند ہے۔ غلام ہے اس پیغام کی۔ یہ جو پہلو ہے کیوں ایسا ہوا؟ کیوں ہر زندگی کی جو شکل ہے اس کی عمر ایک خاص طبعی عمر ہے جو دوسروں سے اختلاف رکھتی ہے اور اگر وہ طبعی عمر مقرر نہ ہو تو کیا ہو جائے؟ اس پہلو پر تھوڑی سی روشنی سائنسدانوں نے ضرور ڈالی ہے۔ مثلاً وہ یہ کہتے ہیں کہ انسیکٹس (INSECTS) یعنی

وہ جانور جو کیڑے مکوڑے کہلاتے ہیں

ہماری اردو زبان میں، ان جانوروں میں بڑھنے اور پھیلنے کی اتنی قوتیں موجود ہیں کہ اگر ان کو ... بڑھنے دیا جائے تو ان کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ وہ لازماً چند سالوں کے اندر اندر زندگی ... پر قبضہ کر لیں کیونکہ ایک وقت تک بڑھتے ہیں پھر ... آتا ہے ... اور پھر آگے بڑھنے کی بجائے ... موت کی طرف حرکت کرنا شروع کر دیتی ہے۔ ... INSECTS ... ہیں ... کے ... پیر پڑھنے کی بہت باتیں ... ان کا اندرونی نظام اتنا مضبوط ہے کہ وزن کے لحاظ سے سب سے زیادہ طاقتور چیز کیڑی اور اس قسم کے دوسرے جانور ہیں۔ اپنے سے اتنے گنے زیادہ وزن لیکر یہ جانور سیدھے عمودی چھت کی طرف دیوار کے اوپر چل سکتے ہیں کہ انسان اپنے سے دسواں حصہ ... بوجھ نہیں چل سکتا۔ بلکہ اپنا وزن لے کے بھی نہیں چل سکتا۔ کوئی دنیا کا جانور اتنا طاقتور نہیں ہے اپنے وزن کی نسبت سے جتنے یہ چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑے ہیں۔ حشرات الارض جنہیں کہتے ہیں اردو میں۔ اور ان کے لئے جو موت کا نظام مقرر ہے وہ ہمارے حیات کے نظام سے براہ راست تعلق رکھتا ہے۔ اگر ان کی موت کا نظام مقرر نہ ہوتا تو باقی زندگی کی ہر قسم کے حیات کا کوئی نظام مقرر نہیں ہو سکتا تھا۔ اور یہ وجہ کیا کہ جب ان کے پاس غذا پوری موجود ہو، موسم ایسے ہوں جن میں ان کی پرورش ہوتی ہے تو خود بخود بڑھتے بڑھتے ایک موقعے پر پہنچ کر یہ موت کی طرف حرکت شروع کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ۔ پاگل ہیں جو یہ بھی لوگوں کو کہتے ہیں کہ تم ... یہ خود ہو رہا ہے یہ تو زمانہ مارتا ہے۔ اتنی ترقی کے باوجود، علمی ترقی کے باوجود ابھی تک ان کو یہ نہیں پتہ لگا کہ زمانہ نہیں مارتا

ایک قانون مقرر ہے

اور ہر قانون جو اس سے تعلق رکھنے والا قانون ہے وہ ہر جگہ ایک طرح اثر نہیں رکھ رہا۔ مختلف قوانین مجموعے ہیں جو زندگی کی قسم کے لئے الگ الگ مقرر ہیں۔ اور ان کا اجتماعی اثر پیدا ہوتا ہے جس

نتیجے میں ایک زندگی کی شکل کی عمر اور بن جاتی ہے، دوسری کی اور بن جاتی ہے۔ تیسری کی اور بن جاتی ہے اس لئے وہم ہے یہ کہ زمانہ مار رہا ہے۔ بہرحال اس فلسفۂ حیات کے رد میں قرآن کریم نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ یہ لوگ جو مادہ پرست قومیں ہیں یہ ان مضامین میں اپنی علمی ترقی کے باوجود غور نہیں کر رہیں۔ اس لئے نہیں کرتیں کہ بنیادی طور پر یہ خدا کی ہستی کی قائل نہیں۔ فرضی طور پر قائل بھی ہیں مثلاً عیسائی دنیا فرضی طور پر قائل ہے۔ یہودی دنیا فرضی طور پر قائل ہے۔ لیکن

اُن کی سائنسیں خدا سے خالی ہیں

اب ساری سائنسز SCIENCES کا ان کا مطالعہ کرلیں، انفرادی طور پر اگر ایک سائنسدان خدا کی ہستی کو موجبات میں داخل کر دے، محرکات میں داخل کر دے تو فوراً اس کو پاگل کہنا شروع کر دیں گے۔ اس کی ساری ریسرچ RESEARCH بے معنی ہو جائے گی اگر وہ یہ تیسرا فیکٹر FACTOR یعنی خدا کا فیکٹر FACTOR ڈال دے۔ یہی وجہ ہے کہ آجکل ریولیوشنز REVOLUTIONS کے اوپر جو نئے نظریات آ کے ایک مقام پر پھنس گئے ہیں اس میں خدا کا فیکٹر FACTOR ڈالے بغیر بات آگے بڑھتی نہیں۔ اور اس کے لئے یہ قومیں تیار نہیں ہیں۔ اس لئے "لاینحل" کے طور پر ان مسائل کو رہنے دیتی ہیں۔ لیکن یہ سوچ کر آگے قدم نہیں بڑھاتیں کہ اگر خدا ہو تو یہ ہونا چاہیئے۔

تو اسی لئے قرآن کریم نے ایک نہایت ہی عمدہ بنیادی مسئلے کی طرف ہماری توجہ دلا دی کہ ہر تحقیق کے میدان میں جہاں ایک مقام پر پہنچ کر خدا کی ہستی کو تسلیم کرنا لازم ہو جاتا ہے وہاں سے آگے یہ قومیں قدم نہیں اٹھائیں گی۔ اس سے آگے مومنوں کا کام ہے۔ اور

مومن سائنسدانوں کیلئے یہ سارے میدان کھلے پڑے ہیں

ان میں ایک یہ میدان ہے کہ موت کا نظام ہے کیا؟ کونسے محرکات، کونسے موجبات ہیں جو ہر زندگی کی شکل کیلئے ایک خاص موت کا پیغام رکھتے ہیں اور ان کا آپس میں پھر کیا تعلق ہے۔ کیوں اگر کسی خاص قسم کی زندگی کے لئے خاص عرصۂ حیات یا موت کا آنا مقدر نہ ہوتا تو باقیوں پر اس کا کیا اثر پڑتا۔ یہ پہلو ہے جو بہت بڑا عظیم الشان علم کا میدان ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے تو احمدی سائنسدانوں کو اس پر کام کرنا چاہیئے۔

اس مضمون کا آج کے خطبے سے جو تعلق ہے وہ یہ ہے کہ

سال کے آخر پر انسان یہ سوچتا ہے

قرآن کے دائرہ زندگی سے تعلق رکھنے والا انسان یہ سوچتا ہے کہ میری عمر کا ایک حصہ ختم ہو رہا ہے اور تو ہم کا ایک معین عرصہ سامنے تھوڑا ہے اگر خدا توفیق دے۔ بعض لوگ خدا کا نام بھی نہیں لیتے۔ مگر ہم بطور مومن کے اس کا ذکر کئے بغیر بات آگے بڑھا نہیں سکتے۔ تو اگر خدا توفیق دے یہ اور ہم اس میں قدم رکھیں تو کیا ہوگا؟ ہمیں یہ سال ختم ہونے سے پہلے کس طرح ختم کرنا چاہیئے اور آئندہ زندگی کا آغاز کیسے کرنا چاہیئے۔ ایک طالب علم جب اس پر غور کرتا ہے تو اس کا سال دسمبر پہ ختم نہیں ہوتا۔ اور جنوری میں شروع نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کا سال ایک اور وقت میں شروع ہوتا ہے۔ ہر طالب علم کا اپنا اپنا سال ہے تو اس وقت اس کی سوچ خالصۃً علمی ہو جاتی ہے۔ ایک مالی نظام کا سال بھی مختلف وقت میں شروع ہو کر مختلف وقت میں ختم ہوتا ہے۔ تو اس کی سوچ بھی ایک خاص دائرے سے تعلق رکھتی ہے کہ ہم نے اس گزشتہ سال میں کیا کھویا، کیوں کھویا۔ کیا پا سکتے تھے جو نہیں پایا۔ ان امور پر بحث اور پھر ہمارے مالی حساب درست بھی ہیں یا نہیں۔ اعداد و شمار ٹھیک ہیں یا غلط ہیں۔ یہ خاص ہنگامہ آپ دیکھتے ہیں سال کے آخر پر۔ لیکن یہ سال جو ہے جو جنوری میں شروع ہو کر دسمبر میں ختم ہوتا ہے۔ یہ سب انسانوں کے لئے مشترک ہے۔ اور اس لحاظ سے ایک عمومی مشترک انسانی ردِ عمل اس وقت پیدا ہوتا ہے۔ جہاں تک مادہ پرست قومیں ہیں ان کی توجہ کا مرکز اس موقعہ پر جو ہوتا ہے اس کا ذکر اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ

دنیا کا مقصد، زندگی کا مقصد

ہو سکے عیش و عشرت کے، اچھی، دلچسپ، لذتوں سے بھری ہوئی زندگی گزارنے کے اور کچھ نہیں۔ کیونکہ خدا نہیں ہے۔ اگر ہے تو فرضی ہے۔ چونکہ ہم جواب دہ نہیں ہیں کسی کے سامنے، خواہ تصور کی دنیا میں مانیں بھی،

تب بھی عملاً اگر گہرائی سے اُن کے اعمال اور ان کے اخلاق اور ان کے باہمی ایکدوسرے سے سلوک اور غیر قوموں سے سلوک کا مطالعہ کریں تو یہی جواب ملے گا کہ جس خدا پر یہ ایمان رکھتے ہیں وہ سنجیدگی سے اس کو جواب لینے والا خدا نہیں سمجھتے۔ چنانچہ اُن کی تمام تر توجہات زندگی کی لذتوں کے حصول کی طرف ہو جاتی ہے۔ ان کی ساری ایجادات کا رُخ اسی طرف ہے۔ جہاں تک تخریبی ایجادات ہیں اُن کی وجہ اپنے عیش کی زندگی کی حفاظت ہے۔ چنانچہ جس کو آپ دفاعی دنیا سے تعلق رکھنے والی ایجادات کہہ سکتے ہیں اُن کا سب کا تعلق بھی عملاً اسی زندگی کی حفاظت کے لئے ہے جو اُن کو ایک زندگی میں غیر قوموں پر برتری حاصل ہوچکی ہے عیش و عشرت کے زیادہ سامان اکٹھے ہو چکے ہیں۔ چونکہ یہ نہیں چاہتے کہ یہ تقسیم ہو جائیں سب دنیا میں اور ساری دنیا ان سے برابر استفادہ کر سکے۔ اس لئے دفاعی نظام ہے۔ کسی کے پاس کھانا زیادہ ہوگا اور دوسرے کے پاس کم ہوگا تو دفاعی نظام ضرور بنانا پڑے گا۔ اگر دونوں کے پاس برابر کھانا ہو تو احمق ہوگا کوئی جو دفاعی نظام قائم کرے گا۔

آخری خلاصہ اس ساری زندگی کی جدوجہد کا

یہ ہے کہ بعض قومیں اپنے عیش و عشرت کے نظام میں آگے بڑھی ہوئی ہیں۔ بعض پیچھے ہیں۔ اور بعض بالکل سامانِ خورد و نوش سے ہی عاری ہیں بیچاری۔ اُن کو دو وقت کی روٹی بھی میسر نہیں ہے۔ اس لئے کئی قسم کے خطرات ہیں ایکدوسرے سے چھیننے کا اگر موقعہ ملے تو۔ اس لئے ایک دفاعی نظام ہے۔ دوسرا نظام ہے ایجادات کا جو خالصتاً لذتوں کو آگے بڑھانے والا نظام ہے۔ اور کوئی بھی اس کا مقصد نہیں۔ آخرت کی دنیا سے تعلق رکھنے والا کوئی علمی ایسا نظام آپ کو اس دنیا میں نظر نہیں آئے گا جس میں ایک انسان کی سوچ کا ماحصل یہ ہو کہ ہم اپنی آخری زندگی کو بعد میں آنے والی زندگی کو سدھاریں۔ اور اس کو سنوارنے کا انتظام کریں۔ ٹیلی ویژن دیکھ لیں آپ یہاں کی، یہاں کے ریڈیو دیکھ لیں۔ یہاں کھانے پینے کے سامان، یہاں کی موٹر گاڑیاں، یہاں کے اور ایجادات کے چلنے بھی سنتے ہیں ویڈیو وغیرہ، سارے ایک ہی سمت میں حرکت کر رہے ہیں۔ اور یہاں تک حالت پہنچ گئی ہے کہ اگر اُن کی ساری انکم، ساری آمد جو ہے سارے سال کی اس کا آپ تجزیہ کریں تو انسان کے زندہ رہنے کے لئے جو ضروری چیزیں ہیں اُن پر کُل آمد کا بھی خرچ نہیں ہوتا۔ بلکہ بعض ملکوں میں بہت بھی خرچ نہیں ہوتا۔ شریفانہ زندگی بسر کرنے کے لئے جتنی ضرورت ہے دولت کی اس سے بہت تھوڑا حصہ ہے جو یہ کماتے ہیں۔ اس کا بہت تھوڑا حصہ ہے جو اس پر وہ خرچ کرتے ہیں یا اُن کے لئے ضروری ہے بھاری روپے کی اکثریت، آمد کی بھاری اکثریت ان چیزوں پر خرچ ہو رہی ہے۔ اور جو غریب ہیں جو غریب طبقے ہیں اُن کی کیفیت یہ ہے کہ مکانات ... وہ ہیں جو ... بنیادی ضرورتوں سے اس لئے محروم ہیں کہ عیش و عشرت کی طرف توجہ بہت زیادہ ہو چکی ہے۔ اور بظاہر آپ کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس تو رہنے کو مکان نہیں ہیں ... یا کرائے پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ لیکن عملاً اگر آپ اُن کی آمدوں کا خاندانوں سے نسلاً بعد نسلٍ جائزہ لے کے دیکھیں تو پتہ یہ لگے گا کہ آمد کا بیشتر حصہ جو بچتا ہے روٹی کے بعد شراب میں غرق ہو جاتا ہے یا ایسی دلچسپیوں میں غرق ہوتا ہے جن کے بغیر زندگی ممکن ہے۔ بلکہ اچھی بھلی زندگی کٹ سکتی ہے۔ اسی وجہ سے ان کے سال کا آخر بھی یہیں پر آکر، اسی مرکزی نقطے پر آکر ختم ہوتا ہے۔ کہ شرابیں جو ہم پہلے نہیں پی سکتے تھے وہ اب پی جائیں۔ جو عیش و عشرت پہلے نہیں کر سکتے تھے وہ اب کرلیں۔ سال ختم ہو رہا ہے۔ اس سال کو ہم شرابوں میں غرق کر دیں۔ اور ڈبو دیں۔ چنانچہ

جتنا خرچ کرسمس کے دنوں میں ہو

یا جن علاقوں میں عیسائی نہیں ہیں اور مادہ پرست قومیں ہیں وہاں کرسمس کے بغیر بھی دسمبر ہی شراب پر خرچ ہوتا ہے، اتنا شاذ کے طور پر کسی اور مہینے میں خرچ ہوتا ہوگا۔ یا پھر جنوری کی پہلی تاریخ میں ہوتا ہے۔ یعنی نئے سال کا آغاز۔ جن کا فلسفۂ حیات یہ ہے کہ یہی دنیا ہے۔ اسی میں ہم نے زندہ رہنا ہے اسی میں مر جانا۔ ہمیں کوئی جواب طلبی نہیں ہے۔ اُن کے سال کا آخر بھی شراب میں غرق ہو جاتا ہے۔ اُن کے سال کا آغاز بھی شراب میں غرق ہو جاتا ہے۔ اور تعجب کی بات ہے کہ جہاں تک کرسمس کا تعلق ہے، ایک نبی کی پیدائش کہا جاتا ہے کہ اس دن ہوئی۔ اور ان قوموں کے نزدیک خدا کے

"خدا کی بے انتہا عجیب قدرتیں ہیں"
(ایام الصلح صفحہ ۱۴۲)
پیشکش:- گلوب ربر مینوفیکچررس ۳۴ رابندرا سرانی کلکتہ ۷۰۰۰۷۳
فون:- 27-0441
گرام:- GLOBEXPORT

بلکہ منہ بیٹھے کی بہار اکثر ہوتی ہے اس دن۔ اُسی دن تو یہ اس طرح مناتے ہیں کہ اُس دن اتنی شراب پیتے ہیں کہ کبھی بعض لوگ مہینوں میں بھی اتنی شراب نہیں پیتے ہونگے جتنی اُس دن پی جاتے ہیں۔ یعنی نہ پینے والے بھی پیتے ہیں اُس دن۔

ہم چند دن ہوئے ایک مارکیٹ میں گئے تو دو تین دن پہلے کی بات ہے، آخری دن تھا شاپنگ کا، کرسمس سے پہلے ہم نے کچھ چیزیں خریدنی تھیں۔ تو تعجب سے میرے بچوں نے دیکھ کے مجھے کہا کہ عجیب بات ہے کہ یہ جو سٹاک اکٹھا کر رہے زیادہ شراب ہی اکٹھی کر رہے ہیں۔ یعنی تین چار دن کے لئے ٹرالیاں بھری ہوئیں تھیں بوتلوں سے۔ سوال یہ ہے کہ اس موقعے پر ایک احمدی کو کیا سوچنا چاہیئے؟ اور کس طرح یہ دن گذارنے چاہئیں۔

ہمارا فلسفۂ حیات

تو یہ نہیں ہے کہ مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ۔

ہم تو دُنیا میں از خود ہی زندہ ہوتے ہیں اور مرتے ہیں اور زمانہ صرف ہمیں مارتا ہے ہمارا کوئی پرستش کرنے والا خدا نہیں ہے۔ کوئی پیدا کرنے والا خدا نہیں ہے کوئی مارنے والا خدا نہیں ہے۔

ہمارا نظریۂ حیات تو اس کے بالکل برعکس ہے۔ اس لئے سال کا آخر ہمیں کس طرح صرف کرنا چاہیئے اور سال کا آغاز ہمیں کس طرح شروع کرنا چاہیئے؟ میں نے شروع میں مثال دی تھی کہ جو خاص ایسے طبقے کے لوگ ہیں، جو خاص کسی مضمون سے تعلق رکھنے والے ہیں اُن کا جب سال ختم ہو رہا ہوتا ہے تو وہ شرابیں پی کر ختم نہیں کرتے۔ یا سال شروع ہوتا ہے تو وہ شرابیں پی کے شروع نہیں کرتے۔ بلکہ بڑا ایک معنی خیز انجام ہو رہا ہوتا ہے سال کا۔ ایک اکاؤنٹنٹ ہے اس کا سال جب ختم ہو رہا ہوتا ہے تو اُسے بعض دفعہ گھر آنے کی بھی فرصت نہیں ملتی دفتر سے۔ اپنے حسابات کی چھان بین کر رہا ہوتا ہے۔ طالب علم ہے وہ اگر سارا سال اُس نے نہ بھی پڑھا ہو تو اُن چند دنوں میں، راتیں جاگ کر گزار رہا ہوتا ہے اور سال کا آغاز اِس طرح کرتے ہیں کہ دوبارہ کتابیں ٹھیک کرتے ہیں۔ غلطیاں اپنی دیکھ کر اُن سے استفادہ کرتے ہیں کہ آئندہ یہ غلطیاں نہ دہرائی جائیں۔ صحیفے کے کالم درست ہوں ہندسوں کے کالم درست ہوں۔ کتابوں پر نئے درس چڑھاتے ہیں۔ کاپیاں بناتے ہیں۔ جہاں تک سنجیدہ لوگوں کے انجام یا آغاز کا تعلق ہے۔ جو سنجیدہ مضامین سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں اُن کا طبعی، فطری ردّ عمل تو یہ ہوتا ہے۔ اس لئے

دسمبر کا مہینہ جماعتِ احمدیہ کیلئے ایک خاص اہمیت

رکھتا ہے اور اِس اہمیت کو اللہ تعالیٰ نے از خود ہم پر اسطرح پر روشن کر دیا بغیر ہماری کسی سکیم کے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی راہنمائی فرمائی کہ دسمبر ۲۶ ۔ ۲۷ ۔ ۲۸ تین تاریخوں میں، سالانہ مذہبی اجتماع کیا جائے گا چنانچہ وہ دَور یہ وقت جو آج چھبیس ۲۶ ہے۔ ۲۶ سے کچھ پہلے اور ۲۸ کے کچھ بعد تک ، ساری جماعت احمدیہ کی توجہ ، روحانی اور دینی اور علمی امور کی طرف مرکوز ہو جاتی ہے۔ کچھ خدا کی خاطر سفر کر رہے ہوتے ہیں۔ کچھ خدا کی خاطر سفر سے آنے والوں کے لئے تیاریاں کر رہے ہوتے ہیں۔ ایک عجیب ماحول ان دنوں میں قادیان میں ہوا کرتا تھا اور ربوہ میں بھی۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ ہماری جماعت کسی مقتدر اور مدبّر خدا کے ہاتھ میں ہے۔ کوئی اتفاقاً پیدا ہونیوالی جماعت نہیں ہے۔ یعنی انسان کی زندگی جس طرح نہ اتفاقاً پیدا ہوئی نہ اتفاقاً ختم ہوگئی اسی طرح جماعت احمدیہ کی باگ ڈور بھی اور جماعتِ احمدیہ کا نظامِ حیات اور نظامِ ممات بھی

ایک مقتدر کارساز ہستی کے ہاتھوں میں

ہے۔ اور اُس نے ہمیں از خود اُن رستوں پر چلا دیا ہے جن رستوں پر باشعور اور بالغ نظر قومیں چلا کرتی ہیں۔ اس لئے ہمیں اپنی موت کے نظام سے بھی غافل نہیں رہنا چاہیئے اور اس پر بھی غور کرتے رہنا چاہیئے۔ ہمارے لئے بھی ایک موت کا نظام مقدر ہے اور وہ اسباب وہی ہیں جو پہلی قوموں کی موت کے اسباب بنا کرتے تھے۔ اُن پر بھی غور ضروری ہے۔ ہم یہ تو نہیں سمجھتے کہ یہ سب ہنسی مذاق کی باتیں ہیں اس لئے ہم قرآن کریم کے اس نتیجے کے تابع نہیں آنے چاہئیں — اَنَّ هٰؤُلَآءِ یَفْقَهُوْنَ کہ محض ذہنی ڈھکوسلے بنا رہے ہیں یہ لوگ، ان کو کچھ بھی نہیں حقیقتِ حال کا علم۔

جماعتِ احمدیہ کا اندرونی نظام شہادت دے رہا ہے

کہ اس جماعت کے قیام کا ایک مقصد ہے۔ ایک خاص رُخ ہے۔ خاص ترتیب سے یہ جماعت قائم فرمائی گئی ہے اور اعلیٰ مقاصد کی پیروی کے لئے خدا تعالیٰ نے فرشتے اس کو جیسے ہانک کر لے جاتے ہیں، اسی طرح باندھ کر اور ایک خاص مقصد کی طرف، ایک خاص رُخ کی طرف لیجا رہے ہیں۔

تو جہاں حیات کا ایسا اعلیٰ نظام موجود ہے وہاں اس خیال سے غافل ہو جانا کہ موت کا بھی نظام ہوگا، یہ بڑی بے وقوفی ہوگی۔ جو قومیں زندہ کی جاتی ہیں جن کو ارتقاء کے رستے پر چلایا جاتا ہے، اُن کے موت کے بھی اسباب مقدر ہوتے ہیں اور معیّن ہوتے ہیں اور قرآن کریم نے اُن اسباب پر کثرت سے روشنی ڈالی ہے۔ اُن میں سے کچھ اسباب یہاں آپ آج دیکھ رہے ہیں۔ یعنی مغربی دُنیا میں بسنے والے یا مشرقی دنیا میں، مادہ پرست قوموں میں بسنے والے، جاپان میں بھی دیکھ رہے ہوں گے۔ دوسری قوموں میں بھی دیکھ رہے ہوں گے۔ اُن کی زندگی کا مقصد سوائے دُنیا طلبی کے، اور عیش پرستی کے اور کچھ بھی نہیں۔ اگر ہمارا یہ مقصد نہیں ہے تو پھر ہمارا مقصد کیا ہے؟ ہم نے کس حد تک اُس کی پیروی کی۔ کس حد تک اس سال میں اُس کی پیروی سے غافل رہے۔ کون سے موجبات ہیں جو ہمیں پیروی سے غافل رکھنے میں عمل پیرا ہے کون سے ایسے محرکات ہیں جن کے نتیجے میں ہم پہلے سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

یہ سارا جائزہ ہونا چاہیئے

یہ جائزے انفرادی بھی ہونے چاہئیں اور اجتماعی بھی ہونے چاہئیں۔ جہاں تک اجتماعی جائزوں کا تعلق ہے، آج سے لیکر سال کے آخر تک مجالسِ عاملہ اس موضوع پر بیٹھیں ساری دُنیا میں کہ ہم نے اس سال میں کیا کھویا ہے اور کیا پایا ہے؟ ہم سے کیا ایسی غلطیاں ہوئیں جو ان قوموں کیا کرتی ہیں جن کا قدم موت کی طرف رواں ہو۔ کون سے ایسے اچھے کام کئے جو زندہ قوموں کے اسلوب ہوا کرتے ہیں۔ اور کس طرح اُن غلطیوں سے بچنا چاہیئے۔ کس طرح اُن اچھی باتوں کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ کرنی چاہیئے۔ جماعت کی کل تعداد کا جائزہ لینا، جو تحریکات خلفاء نے کی ہیں، جو آج کل جاری ہیں خواہ وہ پہلے خلفاء نے کی ہوں یا موجودہ خلیفہ نے کی ہوں، جو اِس وقت واجب العمل ہیں۔ اُن تحریکات کا جائزہ لینا۔ اُن سے کس حد تک استفادہ ہوا، کس حد تک ہم نے اُن کو فراموش کر دیا۔ اور اس جائزے سے آئندہ سال کا ایک معیّن پروگرام مرتب کرنا۔ یہ ہے

ایک زندہ، باشعور قوم کا ردِّ عمل

سال کے اختتام پر۔ اور سال کے آغاز پر، اس کو پھر آگے رائج کرنا اس پروگرام کو اور بڑی ہمّت اور محنت اور توجہ اور دُعا کے ساتھ، یہ کوشش کرتے چلے جانا کہ یہ پروگرام صرف فرض کی دُنیا میں، خیالی دُنیا میں نہ رہے تصورات کی دُنیا میں نہ رہے بلکہ عمل کی دنیا میں ڈھل جائے۔ یہ ہے ایک باشعور، زندہ قوم کا کام۔

جہاں تک انفرادی تعلق ہے ہر شخص کا اپنے نفس کا محاسبہ الگ الگ ہوگا۔ کئی ایسے دوست ہوا ہوں گے جنہوں نے گزشتہ سال اس طرح شروع کیا غفلت کی حالت میں کہ کوئی نیک ارادہ باندھا ہی نہیں۔ وہ بھی اس حرکت کرتے ہوئے بے مقصد عام پہ حرکت کر رہے ہیں۔

مادہ پرست قوموں کا پلیٹ فارم ہے۔ اور خود وہ ایک سوال سے دوسرے سوال میں داخل ہو جاتے ہیں، اُن کو پتہ ہی نہیں کہ اُن کا رُخ کس طرف ہے۔ پسماندہ قوموں تک جب بھی یہ آواز پہنچے اُن کو اگلے سال کا آغاز کرنے سے پہلے اپنے پچھلے سال کا اس نقطۂ نگاہ سے جائزہ لینا چاہیئے کہ سارا سال کون سی ایسی بڑی باتیں تھیں جن سے وہ غافل رہے۔ بہت کون سی ایسی نیکیاں تھیں جنہیں وہ اختیار کر سکتے تھے لیکن نہیں کیا۔ نظامِ جماعت میں اُن کا کیا مقام ہے۔ خدمت کے کونسے مواقع تھے جو انہوں نے ضائع کئے ہیں۔ کس حد تک اُن کا وجود جماعت کے لئے مفید ہے اور غیروں کے لئے مفید ہے۔ کس حد تک وہ بنی نوع انسان کو اللہ کی طرف بلانے میں کامیاب رہے ہیں یا اپنی اولاد کو خدا کی طرف متوجہ کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔

اس لحاظ سے جب آپ جائزہ لیں تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے مختلف افراد کا، انفرادی طور پر الگ الگ جائزہ ہوگا اور الگ الگ جواب ہوں گے۔ اور اس کے متعلق ایک بھی کوئی جواب ایسا پیش کیا ہی نہیں جا سکتا جو سب کے لئے یکساں ہو۔ فرد فرد سے اس کے بدلتے ہوئے حالات کے نتیجے میں مختلف قسم کے سوال ہونے چاہئیں۔ اور اگر وہ سب سوالات خود اُٹھائے اپنے اوپر تو اس کے جواب بھی مختلف ہوں گے لیکن

جس امر کی طرف میں متوجہ کرنا چاہتا ہوں

وہ ایک سوال ہے جو سب کے لئے مشترک ہے کہ کس حد تک ہم نے اپنے وقت کو ضائع کیا اور کس حد تک ہم نے اپنے وقت کی بالا زیادہ قیمت وصول کرنے کی کوشش کی۔

اگر اس سوال کو ہم ہر ایک سے پوچھیں، ہر ایک اپنے آپ سے پوچھے تو حیران ہوگا یہ جان کر کہ اپنے [illegible] کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ [illegible] ایک قیمتی [illegible] اپنے پروفیشن میں PROFESSION [illegible] بعد وغیرہ وغیرہ۔

اس پہلو سے جب جائزہ لیتے ہیں تو ایک بات ضرور سامنے آتی ہے کہ ہم اپنے

وقت کا اکثر حصہ

یعنی بچے ہوئے وقت کا جس پر ہمارا اختیار تھا، ضائع کر دیتے ہیں۔ اور نیک مقاصد پر اس کو استعمال نہیں کرتے۔ یہ ضیاع مختلف جگہوں پر مختلف شکل میں ہو رہا ہے۔ پسماندہ اقوام میں یہ ضیاع زیادہ تر [illegible] ہو رہا ہے اور کچھ نہیں تو چلتا [illegible] کا تو بیہودہ آپس میں بیٹھے بازاروں میں، گلیوں کے کونوں میں، جن کو خدا نے توفیق دی ہے گھروں میں، اپنے گھروں یا کسی دوسرے کے گھر میں جا کر اور وہاں [illegible] بیٹھے [illegible] کسی طرح اُن کا وقت کٹتا ہی نہیں تو وہ کیا کریں بیچارے۔ وقت گذارنے کے لئے کوئی نہ کوئی ترکیب کرنی پڑتی ہے۔ تو گپیں لگاتے ہیں ایک دوسرے کے گھر پر جا کر اور بچوں کو بھی وقت کے ضائع کرنے کی عادت ڈالتے ہیں۔ اور مادہ پرست [illegible] ایک طبقہ ایسا ہے چونکہ وہ دوسرے گندے [illegible] نہیں پڑے اس لئے

نسبتاً کم گندے کام

میں پڑتے ہیں۔ یعنی وقت کا ضائع کرنا، وہ سمجھتے ہیں کہ گندہ کام ہی نہیں ہے۔ چونکہ ہم نے شراب نہیں پینی، چونکہ ہم نے ڈانسنگ ہالوں میں نہیں جانا اور گندی فلمیں [illegible]، اس قسم کی نہیں کرنی جن میں گندگی ملوث ہونا پڑتا ہے۔ اس لئے وہ سمجھتے ہیں کہ اس سے بہتر اور کیا وقت کا مصرف ہے کہ ہم ایک دوسرے کے گھروں میں جائیں اور باتیں کریں اور گپیں ماریں۔ چغلیاں کریں اور حالات کا جائزہ لیں، کھیلوں پر تبصرے کریں اور پھر تھکے ماندے گھر واپس آجائیں۔ اور [illegible] لوگوں کو خدا کا مارا ہوا چھوڑ آئیں۔ پھر دوسرے دن صبح نماز کے لئے کرسی سے اٹھا جائے۔ بچوں کو اسکول سے دیر ہو رہی ہو۔ بڑی مشکل سے بیچاری مائیں اٹھیں اور ان کو تیار کریں۔ ایک مصیبت کا چکر ہے جو ہر وقت قریباً ہر روز ہی ایسے لوگوں کے سامنے رہتا ہے۔ اس چکر میں پڑے رہتے ہیں وہ بیچارے۔ ایک حصہ اس میں سے ایسا ہے جس کو UNAVOIDABLE کہہ سکتے ہیں۔ چونکہ تھکے ہوئے آدمی نے لازماً اپنی فرحت کا بھی کچھ سامان کرنا ہے۔ ایک سوشل آدمی نے اپنے تعلقات بھی قائم رکھنے ہیں۔ اس پہلو سے یہ چیز نہایت ہی مفید ہے اور انسان کے فرائض میں بھی داخل ہو جاتی ہے۔ لیکن جب ہم ملنے جاتے ہیں تو وہاں موضوعِ سخن کیا ہے؟ یہ

ایک بڑی اہم بات

ہے۔ ملنے تو جانا ہے اور لوگوں نے ملنے آنا بھی ہے اس وقت ہم کیا باتیں کرتے ہیں۔ کیا خدا کی بات کرتے ہیں، دین کی بات کرتے ہیں، کیا مادہ پرست لوگوں پر ایسا تبصرہ کرتے ہیں جس کے نتیجے میں ہمارے بچوں کی راہنمائی ہو۔ کیا خدا تعالیٰ کے ساتھ ذاتی تعلقات کی باتیں کرتے ہیں، کیا نیک لوگوں کی سیرت کا ذکر چلتا ہے، کیا دعاؤں کی قبولیت کا ذکر چلتا ہے۔ کیا ایسے مسائل کا ذکر چلتا ہے جو ہماری اگلی نسلوں کے لئے ضروری ہے۔ اگر یہ ہمارے ذکر چلتے ہوں تو تفریح بھی ہو جاتی ہے اور اس وقت کا بہترین مصرف بھی ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ تو ناممکن ہے کہ ہم جائزہ لے کر یہ [illegible] کہ آئندہ سے بالکل ایک دوسرے سے ملنا بند کر دیا جائے۔ ہر شخص اپنے گھر میں بیٹھ جائے اور ہر شخص اپنے گھر [illegible] ہو کر بیٹھ جائے یہ تو ناممکن ہے۔ لیکن وقت کا بھی ایک مصرف ہے [illegible] اچھا بھی ہے اور بُرا بھی ہے۔ اچھا مصرف اختیار کرنا چاہیئے۔ [illegible] جائزہ آپ لیں گزشتہ سال جو آپ نے بہت سا وقت ضائع کیا اور اپنی اگلی نسلوں کو [illegible] دیکھا ہے [illegible] اُن کو بلانا بھی چاہیں گے تو نہیں آسکیں گے واپس۔ اس کی بجائے آئندہ ایک باشعور بالغ نظر قوم کے انداز میں اپنے وقت کا جائزہ لیں اور آئندہ کے لئے بہتر پروگرام بنائیں۔

دوسرا حصہ جو وقت کے ضیاع کا ہے وہ

اس وقت کی سب سے بڑی لعنت ٹیلی ویژن ہے

ٹیلی ویژن میں اتنا وقت ضائع ہوتا ہے کہ اگر اس ضائع ہونے والے وقت کا اندازہ کریں تو آپ حیران ہو جائیں گے کہ یہ مغربی قومیں بھی، جو خصوصاً معروف کہلاتی ہیں جو خصوصاً اپنے وقت کی قیمت وصول کرنا جانتی ہیں، اُن کا ایک جائزہ میرے علم میں آیا ہے کہ تقریباً روزانہ ایک ہاؤس وائف [illegible] ٹیلی ویژن پر ضائع کرتی ہے۔ اگر یہ جائزہ درست ہے۔ اگر دس فیصدی غلطی ہو تو تین گھنٹے بھی سمجھیں تو تین گھنٹے ٹیلی ویژن کے ساتھ چمٹے رہنا یہ ایک بہت ہی بھاری وقت کی قربانی ہے۔ لیکن صرف یہ بات نہیں ہے اس کے اندر بعض بہت سے ایسے خطرات ہیں جن کی طرف خصوصاً [illegible] ممالک میں بسنے والے احمدیوں کو توجہ کرنا ضروری ہے۔ ٹیلیویژن ایک دلچسپ چیز ہے یعنی دلچسپ ہو سکتی، کئی پہلو [illegible] ہے۔ اس میں علمی پروگرام بھی ہوتے ہیں، اس میں کہانیاں بھی ہوتی ہیں جو معصوم ہوں، کارٹونز بھی ہوتے ہیں بچوں کے لئے اور تحقیقاتی مضامین بھی ہوتے ہیں، سیاسی مباحث بھی ہوتے ہیں۔ لیکن بالعموم ان سارے پروگراموں کا رجحان اسی فلسفۂ حیات کی طرف ہے جس کا ذکر قرآن کریم نے اس آیت میں فرمایا ہے، یعنی جو سنجیدہ

باتیں کرتے بھی ہیں وہ بھی اس احتیاط کے ساتھ کہ لوگ بور ([illegible]) نہ ہو جائیں۔ اس لئے اس کے پہلے بھی گندہ پروگرام رکھیں گے کوئی فضول، اُس کے بعد بھی رکھیں گے۔ بیچ میں اشتہار بھی گندے کر دیں گے اور کچھ نہیں تو۔ عمومی تاثر جو ٹیلیویژن کا پڑتا ہے وہ یہ ہے کہ بچے دن بدن زیادہ پابندیوں اور ذمہ داریوں سے آزاد ہوتے چلے جاتے ہیں۔

بہت سے ایسے جرائم ہیں

جو ان سوسائٹیوں میں بڑھ رہے ہیں جو براہِ راست ٹیلیویژن سے سیکھے جاتے ہیں۔ خاص ادائیں ہیں بدمعاشوں کے چلنے کی۔ اور معصوم بچہ جب اس قسم کی اداؤں کو دیکھتا ہے تو ضروری نہیں ہے کہ وہ صحیح فیصلہ کرے کہ ہیرو کون ہے جیسے وہ بننا چاہئے یا ولن ([illegible]) بننا چاہیئے۔ ایک طبقہ ایسا ہے جن کے ساتھ ماں باپ کے سلوک اچھے نہیں ہیں، اُن کے رد عمل پایا جاتا ہے اور ہر ایسا بچہ جس کے اندر کوئی نفسیاتی ردعمل پایا جاتا ہے۔ زیادہ اُس کے لئے امکان ہے کہ وہ ہیرو کی بجائے دشمنی یعنی نیک جوان انسان کا کردار ہے، اُس کی بجائے ایک بدمعاش کے کردار کو اختیار کرے۔ اور ان لوگوں کی آنکھوں کے سامنے ان کی نسلیں، ولن بننے کی طرف زیادہ متوجہ ہوتی چلی جا رہی ہیں اور اُن کو پتہ نہیں لگ رہا کہ ہم کیوں کر رہے ہیں۔ ایسا، اور کیا کر رہے ہیں۔

احمدی بچے بھی جب دیکھیں گے تو اُن میں سے بھی جو ایسے گھروں میں ہیں جن کے اندر نفسیاتی توازن نہیں پایا جاتا اُن کے اندر کرائم (crime) کا جرم کا رجحان بڑھے گا۔ اور جن کے اندر نہیں بھی بڑھے گا اس وجہ سے۔ بعض دوسرے پروگرام براہِ راست گندگی سکھانے والے ہیں اُن میں سب کا ہی ردِ عمل تقریباً ایک جیسا ہی ہوگا۔ اور اس کے لئے کوئی چھان بین نہیں، اُس کے لئے تمیز کرنے کا کوئی انتظام ہی نہیں ہے گھروں کے اندر۔ اس لئے بہت حد تک مغرب کے زہر کو آپ اپنی نسلوں میں رائج کرنے کے سامان خرید لیتے ہیں بازار سے اور اُن سے بچنے کا کوئی انتظام نہیں کرتے۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس کے بعض ایسے

مخفی بد اثرات

ہیں جو بہت ہی دیرپا اثر کرنے والے اور نہایت ہی خطرناک اور مہلک ہیں بدن جوں جوں ٹیلی وژن کا رواج بڑھتا جا رہا ہے، مطالعہ کا رواج [کم] ہوتا جا رہا ہے۔ آپ اُس دور کا تصور کریں جب کہ ٹیلی وژن موجود نہیں تھے اُس وقت ہر روز ایک تعلیم یافتہ آدمی کا جتنا وقت مطالعہ میں خرچ ہوا کرتا تھا۔ آج اُس کا دسواں حصہ کبھی خرچ نہیں ہوتا۔ پہلے تھکاوٹ کا علاج مطالعہ تھا اب مطالعہ تھکاوٹ پیدا کرنے کا موجب سمجھا جاتا ہے اور مطالعہ کا علاج ٹیلی وژن ہے۔ دفتر میں کام کر لیا۔ بچوں نے پڑھائی کر لی مطالعہ ہو گیا۔ اب تھک گئے اب ٹیلیویژن دیکھنا چاہیئے اور مطالعہ میں اور ٹیلی وژن میں ایک بڑا نمایاں فرق ہے۔ اور فرقوں کے علاوہ فرق یہ ہے کہ مطالعہ اپنے اختیار سے ہوتا ہے۔ اُس میں جو چاہیں آپ چیز اُٹھا کے وہی چیز پڑھ سکتے ہیں۔ ٹیلی وژن آپ پر ٹھونسی جاتی ہے۔ اور مضامین کا اختیار غیروں کا ہے۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہاں ٹیلی وژن کے پروگراموں میں ہم فرق کر سکتے ہیں لیکن کتنے ہیں جو کرتے ہیں اور فرق کی گنجائش تک ہے۔ زمین آسمان کا فرق ہے۔ ٹیلیویژن میں آپ کا اختیار ہی اتنا محدود ہوتا ہے کہ بعض دفعہ بعض خاندان ٹیلیویژن دیکھ بھی رہے ہیں بور ([illegible]) بھی ہو رہے ہیں۔ رات جاگ رہے ہیں اور نہایت ہی بدمزگی کے ساتھ اس طرح سے سوتے ہیں جا کے۔ جس طرح ایک بدمزہ کھانا کھانا پڑ جائے پیٹ بھرتا چلا جاتا ہے لیکن سمجھتا ہے کہ پیٹ نہیں بھر رہا۔ زیادہ بھی کھا جاتا ہے تب بھی پیٹ بھرنے کا احساس نہیں ہوتا۔ اس طرح ایسے ٹیلیویژن دیکھنے والے خاندان آپ کو ملیں گے جو بیچارے بیٹھے ہوئے ہیں کہ کہیں سے تو لذت ملے۔ ایک پروگرام بدلتے ہیں، دوسرا بدلتے ہیں، چوتھا بدلتے ہیں، جہاں چار ہیں اور امریکہ میں تو بیس بیس، پچیس پچیس، چھبیس چھبیس بھی ہیں۔ اُن کو سمجھ نہیں آتی کریں

کیا ہم لذت لینا چاہتے ہیں مل نہیں رہی۔ اور تھک ہار کے، سارا وقت ضائع کر کے، پھر آخر وہ لیٹ جائیں گے پھر صبح نمازوں میں دیر، پھر اور جو بد عادتوں کے جو بد اثرات پڑتے ہیں اس کے وہ تو لازماً پڑیں گے ہی۔ مطالعہ میں اور اس میں

زمین آسمان کا فرق

ہے۔ جوں جوں یہ سہل انگاری پیدا ہو رہی ہے، کمبختوں میں ٹیلیویژن کی وجہ سے، ساتھ ساتھ مطالعہ اور مشکل ہوتا چلا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ مذہبی مطالعہ تو ایک بہت بڑی مصیبت بن گئی ہے ہماری اگلی نسلوں کے لئے۔ آپ اُن کو مذہبی مطالعہ کے لئے کتاب دیں گے تو حیران ہو کے آپ کو دیکھیں گے کہ یہ کہہ کیا رہے ہیں! یہ کوئی زمانہ ہے، تھکا ہوا میں سکول سے آیا ہوا ہوں اپنی کتابوں سے فارغ ہوا ہوں، اب مجھے ٹیلیویژن کے سامنے بیٹھنے دیں۔ یہ کہتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب پڑھو۔ فلاں خطبہ سنو یا فلاں خطبہ پڑھو۔ یا یہ مطالعہ کرو یا یہ آیت اور اسلام کا موازنہ کرو اتنی مصیبت، بوجھل چیزیں، تھوڑا سا تو مطالعہ کر گے، بچے کہیں گے ہمیں سمجھ نہیں آ رہی۔ اب چھوڑ دیں بس۔ کافی ہو گیا۔ اور ماں باپ بھی زور نہیں دیتے کہ کہیں بچے بالکل ہی ہاتھ سے نہ نکل جائیں خود بے اختیار ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ کیونکہ مطالعہ کی عادت نہیں رہی ہے مطالعہ کی عادت نہ ہونے کی وجہ سے ذہنی نقصان بھی بے شمار ہو رہے ہیں اور مذہبی اور روحانی اور یہ تمدنی نقصانات تو بے شمار ہیں۔ رفتہ رفتہ انسان چند باشعور شرارت کرنے والوں کے قبضے میں جا رہا ہے بہ حیثیت مجموعی۔ اس بات کا آپ لوگوں کو پورا احساس ہونا چاہیئے۔ امریکہ میں ایک دفعہ نہیں بارہا ایسے جائزے ہوتے رہے ہیں جن کے نتیجے میں یہ بات زیادہ کھل کے آتی چلی جا رہی ہے سامنے کہ دن بدن انسان، یعنی امریکہ کا انسان ایسی چند کمپنیوں کے ہاتھ میں جا رہا ہے جو جس طرف چاہیں اُس کے دماغ کا رُخ بدل دیں۔ یہاں تک کہ امریکن پریذیڈنٹ بھی اپنے آپ کو اس معاملے میں بالکل بے اختیار پا رہے ہیں۔ چند سال ہوئے غالباً پریذیڈنٹ نکسن کی، جو سابق پریذیڈنٹ تھے اُن کی کتاب تھی، اُس کا میں نے مطالعہ کیا۔ انہوں نے اپنی پریذیڈنسی کے حالات اور بہت سی باتیں اور متعلق، اُس میں وہ ضمناً ذکر کرتے ہیں کہ پالیٹکس اب ہمارے ہاتھوں سے نکل کر اُن لوگوں کے ہاتھ میں جا رہی ہے جن کے ہاتھ میں ایسی دولتیں ہیں جن کے ذریعے وہ ٹیلیویژن پر کنٹرول کر رہے ہیں۔ یعنی دولتوں کے مختلف مصارف ہیں اُن میں سے ایک بالشو... مصرف یہ ہے کہ

ٹیلیویژن اور میڈیا پر قبضہ

کیا جائے۔ اور وہ لوگ، اکثر یہود ہیں اور اُن کی جو کتابیں بعض پرانی شائع ہوئی ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے کہ گزشتہ صدی کے آخر پر ہی انہوں نے یہ منصوبہ بنایا تھا کہ دنیا کو اس طرح عیش و عشرت اور لہو و لعب میں مصروف کر دینا ہے اور ایسی نئی نئی ایجادات کرنی ہیں اُن کے لئے لذت طلبی کی کہ وہ جو کچھ کمائیں ساری محنتیں اُن کی عیش و عشرت پر خرچ ہوں اور وہ روپیہ پھر واپس لوٹ کر ہمارے پاس آتا چلا جائے۔ اُن کے خیالات کو رُخ دینا اُن کی زندگی کے رُخ خاص سمتوں میں پھیرنا اِن باتوں پر اب ٹیلیویژن کا بڑا بھاری اثر ہو چکا ہے۔ چنانچہ اگر مجھے صحیح یاد ہے نکسن کی کتاب کی تو اس میں یہ بھی درج تھا کہ ٹیلی وژن کے متعلق اتنے بے بس ہو چکے ہیں کہ ہم جرأت کر سکتے ہیں اپنے فعل کے جواز میں، وہ محدود ہے۔ ہم ساری قوم کو اُن تمام وجوہات سے مطلع کر ہی نہیں سکتے جن کے نتیجے میں ہم نے یہ قدم اٹھایا ہے۔ ٹیلی وژن پر ایک مبصر آ جاتا ہے جس کو پورے حالات کا پتہ نہیں۔ اور وہ آگے جس طرح پنجابی میں کہتے ہیں، "چھینٹے خان" بن، وہ بہت بھاری قاضی آدمی بن کر، وہ تبصرے شروع کر دیتا ہے اور وہ آزاد ہے ہر بات کرنے پر، اور

ذمہ دار لوگ ہر بات کرنے پر۔ اور ذمہ دار لوگ ہر بات بنانے پر آزاد ہیں۔ نتیجتاً

عوام الناس کے خیالات

پر وہ اس سے زیادہ اثر کر جاتا ہے، بعض مواقع پر جتنا ایک سنجیدہ پریذیڈنٹ یونائیٹڈ سٹیٹس کا اثر کر سکتا ہے۔ اور ڈیبیٹ (DEBATE) میں وہ ہارتا ہے یہاں تک کہ وہ مجبور ہو جاتا ہے غلط پالیسیاں اختیار کرنے پر۔ وہ یہ نتیجہ نکال رہے تھے کہ اتنا خطرناک ہے اور آگے جا کے اتنا خطرناک اثر ہو جائے گا کہ کچھ عرصے کے بعد ہماری حیات و ممات چند پروفیشنل PROFESSIONAL ٹیلی ویژن چلانے والوں کے ہاتھ میں چلی جائے گی۔ جس طرف چاہیں ہمارے خیالات کا رخ پھیر دیں کیونکہ ہم سب ایڈکٹ (ADDICT) ہو چکے ہیں ٹیلی ویژن کے۔ ٹیلی ویژن کے نشے کے غلام بن چکے ہیں۔

اس نقطہ نگاہ سے بھی دیکھا جائے تو رفتہ رفتہ یہ جو چیزیں ہیں جو بظاہر اعلیٰ مقصد کے لئے ایجادات کیں، اعلیٰ مقاصد کے لئے نہیں رہیں بلکہ اس مقصد کی پیروی کے لئے ہو گئیں جس کا ذکر قرآن کریم نے فرمایا تھا۔ مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا۔ ہمیں کچھ پرواہ نہیں آئندہ زمانے میں کیا بنتی ہیں آئندہ ہماری نسلیں، کیا بن کر اٹھیں گی دنیا کے سامنے۔ زندہ رہیں گی یا مریں گی کوئی پرواہ نہیں۔ زمانہ ہے جو پیدا کر رہا ہے، زمانہ ہے جو مارتا چلا جاتا ہے۔ آباؤ اجداد کے زمانے سے ہم یہی دیکھتے چلے آئے ہیں آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔ کوئی رخ نہیں کوئی مقصد نہیں، اس لئے یہ تھوڑی سی زندگی جو ہمیں میسر ہے اس میں جو چاہتے ہو، جس قسم کے عیش چاہتے ہو وہ کرتے چلے جاؤ اور عیش کے حصول کے لئے لذت طلبی کے لئے ہر حد سے تجاوز کیا جا سکتا ہے۔ یہ ہے فلسفہ حیات۔ اسی لئے جرم بڑھتے ہیں۔ اسی نشے و فتنہ

ٹیلی ویژن والے جرائم دکھانے پر مجبور ہوتے چلے جا رہے ہیں

چونکہ فلسفہ حیات اس کا مطالبہ کرتا ہے۔ یہ بات بھول گئے ہیں بعض مبصرین۔ وہ گندی فلمیں اس لئے دکھانے پر مجبور ہیں کہ فلسفہ حیات ہر دفعہ گند کا مطالبہ کر رہا ہے اور ہر شام وہ گند نہیں دکھاتے تو وہ اس دوڑ میں زندہ ہی نہیں رہ سکیں گے۔ اس کو باہر نکال کے پھینک دیا جائے گا اور جو گند ایک دفعہ دکھا دے وہ اگر اسی گند پر قائم رہے گا ایک دو سال تک، تو وہ بھی اس باہمی دوڑ میں مات کھا کے مر جائے گا۔ چونکہ ایک گند کے بعد طبیعت سیر ہو جاتی ہے پھر نیا گند دیکھنا چاہتی ہے اس لئے آپ گزشتہ بیس پچیس سال میں ٹیلی ویژن کا جائزہ لے کے دیکھیں تو آپ حیران ہوں گے دیکھ کر کہ اتنی زیادہ بے حیائی کی طرف تیزی سے اب ٹیلی ویژن قدم آگے بڑھا رہا ہے کہ کچھ عرصے کے بعد وہ سب حدیں پھلانگ دے گا اور پھر کچھ بھی نہیں رہے گا۔ ہر قسم کی بے حیائی ہو گی لیکن اس سے لوگ بور (BORED) ہو جائیں گے۔ پھر وہ رد عمل ہوتا ہے جس کے بعد پاگل پن آتا ہے معاشرے کا۔ بعض دفعہ بوہیمین ازم (BOHEMIANISM) اس سے پیدا ہوتا ہے بعض دفعہ ہپی ازم (HIPPISM) اس سے پیدا ہوتا ہے بعض دفعہ ڈرگ ایڈکشن (DRUG ADDICTION) پیدا ہوتی ہے۔ بعض دفعہ سارے فلسفہ حیات سے ایمان اٹھ جاتا ہے۔ انسان کہتا ہے کیا سویلائزیشن (CIVILIZATION)، کیا ایٹم کیا یہ کیا وہ، کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ انارکی (ANARCHY) کی طرف انسان قدم اٹھاتا ہے اور انارکی کی طرف بہت سارے قدم اتنے بڑھ چکے ہیں کہ جس سے ان قوموں کی واپسی ممکن نہیں رہی۔ اسی طرف جا رہے ہیں جہاں ایک اندرونی قدرتی، اجتماعی موت کے لئے ذمہ دار ہیں وہ ان کو دھکیلتا ہوا قومی موت کی طرف لے جا رہا ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ نہیں ہم اتفاقاً ہی پیدا ہوئے تھے اور اتفاقاً ہی مر جائیں گے یہ زمانہ ہے جو مارتا ہے یا زمانہ زندہ کرتا ہے۔ یہ حرکتیں جو پیدا ہو رہی ہیں دنیا میں، یہ بھی خدا کے قوانین ہیں جو

ایک قومی اجتماعی موت کے قوانین

ہیں۔ یہ ان کی طرف لے جا رہے ہیں اور ایسی حرکتیں کرنے والے نہیں زندہ رہا کرتے زیادہ دیر۔ لازماً یہ اپنی قبر کھود رہے ہیں خود۔ آج نہیں تو کل اس میں گریں گے۔

تو ہمیں اپنے سال کا مطالعہ اس پہلو سے بھی کرنا چاہئے کہ کس حد تک ہم اس وعدے کے مطابق اپنے قدم اٹھا رہے ہیں۔ کس وقت تک ہم وقت ضائع کر رہے ہیں ان کے ساتھ مل کر اور اپنے ذہنوں کو اندھا دھند ان لوگوں کے غلام بناتے چلے جا رہے ہیں۔ کس حد تک ہم آزاد ہیں، اپنے وقت کے خود مالک ہیں۔ کس حد تک ہم حیثیت رکھتے ہیں کہ اپنے بچوں کے وقت کا مصرف ان کو بتائیں اور ان کو اپنے وقت کا بہترین مصرف کرنے پر آمادہ کریں ذہنی طور پر۔ جتنا آپ ٹیلی ویژن کے دلدادہ ہوتے چلے جائیں گے اتنا زیادہ آپ کے اپنے وقت پر بھی اختیارات کم ہوتے چلے جائیں گے اپنی اولاد کے وقت پر بھی اختیارات کم ہوتے چلے جائیں گے اپنی اولاد کے وقت پر بھی اختیارات کم ہوتے چلے جائیں گے۔ تو اس طرح جنگل میں پھنس جائے گی آپ کی اولاد کہ جب یہ بڑی ہو گی آپ کا کوئی اختیار نہیں رہے گا ان کو واپس کھینچ کے لے جائیں۔ اس پہلو سے بھی اپنے گھروں میں اب باتیں کریں، جائزے لیں۔

مطالعہ کی طرف توجہ دلائیں

خود مطالعہ کریں ان کو بتائیں۔ آج اگر آپ جائزہ لیں ہمارے انگلستان کے خاندانوں کا تو آپ حیران ہوں گے یہ سن کر کہ میں نے جائزہ نہیں لیا لیکن مجھے پتہ ہے کہ یہی ہے کہ ہماری اکثریت خاندانوں کی ایسی ہے۔ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی کتاب کا سال میں چند دن بھی مطالعہ نہیں ہوتا اور ایسے خاندان شاذ نظر آئیں گے جہاں ماں باپ اس مطالعہ میں اپنے بچوں کو شامل کر رہے ہوں۔ بچوں کا جائزہ لینے والے کہ وہ دینی کتابیں کونسی پڑھ رہے ہیں کتنی پڑھتے ہیں، کتنے خاندان ہیں یہاں انگلیوں پر گن کر بتا سکیں، چند ہی گنتی کے۔ ہماری اکثریت یہی ہے جو وقت کی غلام بن کر آپ بھی چلی جا رہی ہے۔ حالانکہ مومن وقت کا خدا کی طرف سے مالک قرار دیا جاتا ہے اپنے وقت کا۔ اسی لئے اس سے جواب طلبی ہوتی ہے۔ اسی لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق جو عظیم الشان تعریفی کلمات خدا تعالیٰ نے فرمائے ان میں ایک یہ تھے:

أَنْتَ الشَّيْخُ الْمَسِيحُ الَّذِي لَا يُضَاعُ وَقْتُهُ۔ کہ اے معزز مسیح تو وہ شخص ہے جس کا وقت ضائع نہیں ہو رہا۔

معلوم ہوتا ہے اس وقت بھی دنیا کی بھاری اکثریت کا وقت بے شمار ضائع ہو رہا تھا اور ایک شخص خدا کو نظر آیا ہے جو حیرت انگیز تھا جس کی کوئی مثال نہیں تھی دنیا میں۔ یعنی ایک ایسا شخص جس کا وقت ضائع نہیں ہو رہا تھا۔ تو

آپ اس شخص کے غلام ہیں

جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے أَنْتَ الشَّيْخُ الْمَسِيحُ الَّذِي لَا يُضَاعُ وَقْتُهُ۔ ایسی گواہی سو فیصدی آپ کے اوپر نہ بھی صادق آتی ہو دنیا کی نسبت سے تو نمایاں طور پر یہ گواہی آپ کے حق میں صادق آنی چاہیے۔ کچھ وقت بے شک تم کھانے پینے میں آرام طلبی کی نذر کر دیں۔ لیکن حتی المقدور کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ وقت بچائیں اعلیٰ مقاصد کی خاطر اعلیٰ مقاصد کی پیروی کے لئے تاکہ آپ کی آئندہ نسلیں آزاد نسلیں پیدا ہوں۔ اور دن بدن جو مغربیت خود اپنے دائروں کی اسیر ہوتی چلی جا رہی ہے اور دن بدن جو اجتماعی غلامیوں کے قبضے میں جا رہے ہیں یہ لوگ، ان سے آپ تو آزاد رہیں کم سے کم۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً یہ خبر بھی دی ہوئی ہے کہ "تیرے غلام آزاد رہیں گے۔ آزاد رکھے جائیں گے۔" اس لئے خصوصیت کے ساتھ اس طرف ہمیں توجہ کرنی چاہیے خصوصاً اس زمانے میں میسونری MASONRY کا ابھی تعارف ہو رہا تھا دنیا میں۔ سن ۱۹۰۵ میں پہلی دفعہ انگریزی زبان میں یہ کتاب ترجمہ ہوئی پروٹوکول آف ایلڈرز آف زائن (PROTOCOL OF ELDERS OF ZION) یعنی جو زائن ازم ہے یہودیوں کی تحریک اس کے جو بڑے لوگوں نے اپنے لئے لائحہ عمل مرتب کیا ہے، دنیا کو اپنے چنگل میں لینے کے لئے۔ اس کتاب میں کھلے کھلے لفظوں میں وہ سارا پروگرام لکھا ہوا ہے جس کے ذریعہ ہم دنیا پر قبضہ کریں

گے یعنی وہ یہود ایلڈرز ELDERS کہتے ہیں ہم قبضہ کریں گے۔ اس میں عیش پرستی کے نئے نئے سامان پیدا کرنا اور رفتہ رفتہ قوموں کو زندگی کی سنجیدہ چیزوں سے غافل کر کے ان بیہودہ امور کی طرف متوجہ کرتے چلے جانا اور فضول وقت کے ضیاع کی طرف دنیا کی توجہ پھیر دینا۔ یہ سارے پروگرام کھلے کھلے لفظوں میں وہاں لکھے ہوئے ہیں۔ اور جو بات کھولی ہے آخر پر۔ وہ یہ ہے کہ ہم ان سب چیزوں کی پیروی کے لئے فری میسنری (FREE MASONRY) کو استعمال کریں گے۔ اور فری میسنز کے ذریعہ ہم دنیا پر قبضہ کریں گے۔ عجیب بات یہ ہے کہ فری میسنز کے متعلق باوجود مختلف ملکوں میں خطرات محسوس ہونے کے نتیجہ میں تحریکات بھی چلی ہیں، اس کو توڑنے کے لئے یا اس کے چنگل سے نکلنے کے لئے۔ لیکن سب لوگ ناکام رہے ہیں۔ انگلستان میں بھی فری میسنری کے متعلق بعض کتابیں بھی شائع ہوئیں۔ ٹیلیویژن پہ پروگرام آئے۔ دونوں طرف لوگوں کو موقعہ دیا گیا اور کھلم کھلا یہ بات ایک فریق نے ثابت کی کہ ہماری انگلستان کی زندگی میں فری میسنز کا اتنا قبضہ ہو چکا ہے کہ اس سے اب نکلنا مشکل ہو گیا ہے۔ عرب دنیا فری میسنز کے قبضے میں جا چکی ہے۔ تمام عرب خواہ کسی ملک سے تعلق رکھتے ہوں الا ماشاء اللہ، کسی نہ کسی طرح فری میسنز کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ۱۹۰۵ء میں جبکہ یہ تصور بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ ہم آئندہ دنیا کو فری میسنز کے ذریعہ اپنا غلام بنائیں گے، اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا: "فری میسنز FREE MASONS مسلط نہیں کئے جائیں گے۔" اگر اس الہام کا عمومی مطلب لیں تو پھر نعوذ باللہ بڑی غلطی نکلتی۔ کیونکہ ساری دنیا پر فری میسنز مسلط ہو چکے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام کیا گیا۔ وہ آپ کی جماعت کے متعلق تھا۔ اور یہ وعدہ تھا کہ فری میسنز مسلط تم پر نہیں کئے جائیں گے۔ ساری دنیا بھی ان کی غلام بن جائے تم تب بھی تم آزاد رہو گے۔ تمہارے وقت پہ کبھی فری میسنز کا قبضہ نہیں ہونے دیا جائے گا۔

اس الہام کی روشنی میں ہی

جماعت کو اپنا پروگرام مرتب کرنا چاہیئے

اور پھر اس شیطان کے چنگل سے آزاد ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے جس میں رفتہ رفتہ غیر شعوری طور پر خود بخود ہماری نسلیں داخل ہوتی جا رہی ہیں اور ان کی غلام بنتی چلی جا رہی ہیں۔ پھر تو دنیا میں لوگ ایسے ہوں جو آزاد ہوں ہر طرح سے۔ سوائے خدا کے کسی کی غلامی کے سامنے وہ سر نہ جھکاتے ہوں۔ اور آپ نے چونکہ دنیا کو آزاد کرانا ہے اس لئے بہت ہی بڑی ذمہ داری ہے تو اس سال کے آخر پر اس لحاظ سے اپنے گزشتہ سال کا جائزہ لیں کہ آپ نے اور آپ کے بچوں نے اپنے آپ کو آزاد رکھنے کے لئے کیا کوشش کی۔ اپنے وقت کو بہترین مصرف میں استعمال کرنے کی کیا کوشش کی۔ سنجیدہ کتابوں کے مطالعہ کی طرف کیا توجہ کی۔ آئندہ کے لئے اس کی روشنی میں کیا پروگرام مرتب کرنا چاہیئے جس سے ہم آئندہ سال فائدہ اٹھائیں اور سال کے آخر پہ پھر جائزہ لیں کہ کس حد تک ہم اس میں کامیاب رہے۔

ان امور کی طرف اپنے گھروں میں مجالس لگا کر توجہ کریں۔ جس طرح جماعت کی مجالس عاملہ بیٹھی ہوں گی اسی طرح احمدی گھر والے بھی یہ تذکرے چلیں تاکہ آپس میں باتیں کریں گے تو دماغ اور زیادہ روشن ہوں گے اور روشن ہوں گے اور خیالات نکھر کر ساتھ آئیں گے۔ اکیلا آدمی بیٹھا بعض دفعہ اتنی سنجیدہ باتیں نہیں سوچ سکتا۔ اکیلا سوچنے کی کوشش کرے تو بعض دفعہ بور (BORE) ہو جاتا ہے، نیند بھی آنے کی جلدی آ جاتی ہے۔ اس لئے آپ کو چاہیئے کہ اپنے گھروں میں مجالس میں یہ موضوع شروع کریں اور بچوں کو ساتھ شامل کریں تاکہ آپ کو سمجھ آ جائے کہ یہ ہم نے سنی ہیں باتیں۔ ان کی روشنی میں ہمیں آئندہ کے لئے کچھ کرنا چاہیئے ہم کس حد تک تعاون کریں گے۔ کس حد تک ہم اپنے پروگرام کو پھیلا کر زندگی کی لذتیں جو جائز ہیں وہ بھی حاصل کریں۔ مگر اپنے وقت کو ضائع نہ ہونے دیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ (آمین)

ٹانگرہ میں شہید ہونیوالے سی آر پی کے ایک احمدی نوجوان
عزیزم رحمت اللہ خان متوطن کیرنگ کی
قادیان میں تدفین

قادیان ۲۸ جنوری۔ گزشتہ روز قبل از دوپہر ۱۲ بجے کے قریب ٹانگرہ ضلع امرتسر میں تعینات سی۔ آر۔ پی کے ایک احمدی نوجوان عزیزم رحمت اللہ خان ابن مکرم ثناء اللہ خان صاحب مرحوم متوطن کیرنگ (اڑیسہ) ڈیوٹی کے دوران بعض نامعلوم افراد کی اندھا دھند فائرنگ کے نتیجہ میں موقعہ پر ہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بوقت وفات عزیز کی عمر ۲۱ سال تھی اور انہیں ملازمت میں آئے ہنوز صرف تین سال ہی ہوئے تھے۔

قادیان میں اس اندوہناک سانحہ کی اطلاع کمپنی ہیڈ کوارٹر کی طرف سے رات قریباً ساڑھے دس بجے موصول ہوئی۔ آج بعد دوپہر ٹھیک دو بجے سنٹرل ریزرو فورسز کی بٹالین ۱۲ کے اسسٹنٹ کمانڈر ایک ڈی او ایس پی، ایک صوبیدار میجر، دو سب انسپکٹروں اور تیس جوانوں کی معیت میں عزیز مرحوم کی نعش کو پورے پولیس اعزاز کے ساتھ قادیان لائے۔ مرحوم کے بڑے بھائی مکرم قدرت اللہ خان صاحب بھی نعش کے ساتھ قادیان پہنچے۔ واضح رہے کہ آپ بھی سی۔ آر۔ پی میں حوالدار کی پوسٹ پر ہیں اور سینسٹر ڈیوٹی ان دنوں پنجاب میں متعین ہیں۔ اسی طرح مرحوم کے ایک اور بھائی عزیزم شفقت اللہ خان بھی سی۔ آر۔ پی میں ملازمت کر رہے ہیں۔

تجہیز و تکفین کے بعد عزیز مرحوم کی نعش کو ارشد رحمان خان صاحب کے مکان میں رکھی گئی۔ جہاں احباب و مستورات نے افسردہ و غمگین جذبات کے ساتھ مرحوم کی آخری زیارت کی۔ بعدہ، نماز عصر قریباً پونے پانچ بجے لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحن میں محترم چوہدری عبد القدیر صاحب قائم مقام امیر مقامی نے کثیر التعداد احباب جماعت کی معیت میں نماز جنازہ ادا کی۔ ازاں بعد میت عام قبرستان سے ملحق وسیع میدان میں لے جا کر رکھی گئی جہاں سی۔ آر۔ پی کے جوانوں نے مخصوص طریق سے ہتھیار الٹے کر کے مرحوم کو آخری سلامی دی۔ ازاں بعد مرحوم کو سپرد خاک کیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر محترم قائم مقام امیر صاحب مقامی نے ہی اجتماعی دعا بھی کروائی۔ مکرم قدرت اللہ خان صاحب نے اس موقعہ پر اسلامی تعلیم اور جماعتی روایات کے مطابق صبر و تحمل کا بہترین مظاہرہ کیا۔ فجزاہ اللہ خیراً!

قارئین سے شہید مرحوم کی مغفرت و بلندی درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے دعا کی خصوصی درخواست ہے۔ (ادارہ)

درخواست ہائے دعا

• محترمہ امۃ القیوم صاحبہ گاگرن، شوپیاں (کشمیر) بیس روپے اعانت بدر میں ادا کر کے دینی و دنیوی ترقیات، پریشانیوں کے ازالہ اور بچوں کی امتحانات میں نمایاں کامیابی کے لئے۔ • مکرم مولوی عبد السلام صاحب انور مبلغ سلسلہ اپنی خوشدامن صاحبہ (حرن) کے پتے کا اپریشن گزشتہ دنوں جموں میں ہو چکا ہے، کی کامل صحت و شفایابی اور درازی عمر کے لئے۔ • مکرم محمد نعیم الحق صاحب سمبلپور (اڑیسہ) اپنی خالہ کی صحت و سلامتی، اہلیہ کی آنکھ کی کمزوری کے ازالہ، بچوں کے نیک، صالح اور خادم دین ہونے اور اپنی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے۔ • مکرمہ قمر النساء صاحبہ اہلیہ مکرم عبد الحی کنور صاحب شبلی اپنے شوہر، بچوں اور خود کی صحت و عافیت اور حسنات دارین کے حصول کے لئے۔ • عزیز بشیر احمد سلمہٗ شبلی دس روپے اعانت بدر میں ادا کر کے شادی کے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے نیز قبول احمدیت کی توفیق پانے کے لئے۔ • مکرم حضرت صاحب منڈا سگر تعلیم ہبلی اپنی اور اپنے اہل و عیال کی صحت و سلامتی، پریشانیوں کے ازالہ، نیک مقاصد میں حصول کامیابی اور جماعت احمدیہ ہبلی کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے۔

• مکرم غضنفر حسین خان صاحب ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ آئی (گوا) قرب و جوار میں فروغ احمدیت کے لئے۔ • مکرم غوث میاں صاحب اور مکرم افضل خان صاحب نودھی، ساکن ہبلی بوجہ پیرانہ سالی بیمار اور بہت زیادہ کمزور ہو چکے ہیں ہر دو احمدی بھائیوں کی کامل و عاجل شفایابی اور درازی عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے (ادارہ)

منقولات

انسانی اقدار کی حیرت انگیز گراوٹ

ضلع سرگودھا سے چودھری ظہور احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

مولوی منظور احمد چنیوٹی "معروف عالم دین" ہیں۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان کے موجودہ حالات میں "صوبائی اسمبلی" میں اپنا تصوراتی مقام نہ پاکر کچھ کھوئے کھوئے سے رہتے ہیں۔ اور جس طرح بعض پہلوانوں کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ وہ "بیٹھے مالی" کھا کر چُکانا چاہتے ہیں۔

لمبے عرصہ سے مولوی صاحب کا نام سُنتے آرہے ہیں۔ فاتح ربوہ کہلاتے اور پتہ نہیں کیا کیا سرخاب کے پَر اپنے سر پر سجائے۔ مگر اپنی متدعویہ کامیابیوں کے باوجود "قادیانی فوبیا" سے نجات حاصل کرکے پل بھر بھی چین نہ پاسکے

مولوی چنیوٹی صاحب کا یہ داویلا کہ قادیانیوں کے عزائم کا قبل از وقت محاسبہ کیا جائے کیونکہ یہ جلسہ سالانہ کی تیاریاں کر رہے ہیں جو اُن کے نزدیک "حج" کی حیثیت رکھتا ہے۔ سادہ لوح مسلمانوں کو "مرتد" بنانے کا ذریعہ ہے۔ اور اپنے اس جلسہ کی وجہ سے ملک وملت کو نئی آزمائش میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ملک کو کسی نئے بحران کا شکار ہونے سے بچانے کے لئے اس جلسہ کی اجازت نہ ہونی چاہیئے وغیرہ وغیرہ۔ (نوائے وقت ۲۶ نومبر ۱۹۸۶ء)

حیرت ہوتی ہے انسانی اقدار کی گراوٹ پر کہ "انٹ شنٹ" غلط بیانیوں سے نفس مطمئن ہو جاتا ہے کہ خدمت اسلام کی جارہی ہے۔ قادیانیوں کا سلسلہ نیا نہیں پُرانا ہے۔ "نوّے سالہ" اور اب شاید "سَو سالہ" ہونیوالا ہے۔ کبھی کسی احمدی کو جلسہ میں شامل ہونے کے بعد یہ کہتے نہیں سُنا گیا کہ

حج سے واپس آیا ہوں حالانکہ "بمبئی کا حاجی" "کراچی کا حاجی" بعض لوگوں کی معروف شناخت رہی ہے۔

ان کا جلسہ سالانہ بھی ۹۵ سال سے ہوتا آرہا ہے۔ کتنے سادہ لوح مسلمانوں کو وہ اپنا ہم عقیدہ بنا سکے ہیں؟ پاکستان کی نو کروڑ آبادی میں ہماری قومی اسمبلی کے مطابق ایک لاکھ سے کچھ اوپر!؟ اور وہ بھی نوّے سال میں!؟ آٹے میں نمک کے برابر بھی نہ ہوئے۔ اس پر یہ داویلا! جیسے آسمان پھٹ گیا ہو ــــ!

مولوی صاحب موصوف جب غیر ملکی دورہ سے واپس آتے ہیں تو کئی ملکوں میں قادیانی مشن بند کرانے اور سینکڑوں قادیانیوں کو مشرف بہ اسلام کرنے کی نوید قوم کو سُناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہے کہ ملت اسلامیہ کے لئے قادیانی نہ کوئی آزمائش ہیں اور نہ ہی ملک اُن کی وجہ سے کسی بحران کا شکار ہے۔ پاکستان میں بسنے والا ہر مسلمان کسی نہ کسی فرقے سے منسلک ہے۔ جو ایک دوسرے کے نزدیک کافر ہیں۔ یا کافر رہے ہیں۔ کُفر کے فتاویٰ سے کتب سیاہ ہیں۔ ایسی ملت کو قادیانیوں سے کیا خطرہ ہوسکتا ہے! مولوی صاحب موصوف کے ہم مشرب ضرور اُن سے ترساں ولرزاں رہتے ہیں۔ کیونکہ قادیانیوں میں مُلّائیت کوئی نہیں جس کا مستقبل خطرہ میں ہے۔

مولوی صاحب باہر کے ممالک میں قادیانیوں کی مساعی کو "ہاتھاپائی" سے تو بند نہیں کرتے ہوں گے۔ وعظ ونصیحت سے ہی کرتے ہوں گے۔

یہی آزمودہ نسخہ یہاں پاکستان میں کیوں نہیں آزماتے۔ تشدد اور دہشت سے احمدیوں کو خوفزدہ کرنے کی بجائے پیار و محبت کا پیغام لے کر اُن کے گھروں پر دستک دیں اور اپنی نیک خواہشات کا اُن کو قائل کریں۔ "لِنۡتَ لَہُمۡ" پر عمل کرکے اُن کو قریب لائیں نہ کہ ایسے نمونہ و کردار کا مظاہرہ ہو کہ "لَانۡفَضُّوۡا مِنۡ حَوۡلِکَ" کی تصویر بن جائے۔ اُمتِ مسلمہ پر ایسا وقت آن پڑا ہے کہ قادیانیوں کا مسئلہ ثانوی حیثیت کا رہ جاتا ہے۔ حالات کا تقاضا یہ ہے کہ اُمتِ مسلمہ اسلام تک صرف اپنی نسبت پر ہی مطمئن نہ رہے۔ بلکہ محاسبہ کرکے اپنے قول وفعل کو "قرآن مجید" کے ہم آہنگ کرے۔ ہمارے خالق و مالک خدا نے دُنیا کی تمام بیماریوں کے لئے ایک نسخہ کیمیا عطا فرمایا ہے اور وہ ہے قرآن کریم۔ اس میں اس بیماری کا علاج بھی ہے۔ جس کا ذکر مولوی چنیوٹی صاحب کو ہے۔ میں اُن سے کہوں گا۔ ع

"اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما"

فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ إِلَّا مَنْ تَوَلَّى وَكَفَرَ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ. إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ــ یعنی وعظ ونصیحت کا حق ادا کرتے رہو۔ کسی کو داروغہ نہیں بنایا گیا۔ حساب لینا "احکم الحاکمین" کے ذمہ ہے وہ قیامت کے دن قادیانیوں کا بھی حساب لے گا اور ہمارا بھی۔ بے صبری کا مظاہرہ نہ ہو۔ حزم اور احتیاط کو شعار بنائیے ــــ

تو اگر خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن
(مفکر اسلام)

"یہ شرارت بل" ہے

لاہور (بحوالہ "جنگ" ۱۱ دسمبر ۱۹۸۶ء)

خواجہ محمد حمید الدین سیالوی آف سیال شریف نے کہا ہے کہ مشائخ کو چاہیئے کہ وہ ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو کر نظام مصطفیٰ کے نفاذ کا عملی عہد کریں۔ جامع ہال میں کل پاکستان "مشائخ کنونشن" سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پاکستان مشائخ عظام نے بنایا تھا اور مقصد یہاں شریعت کا نفاذ تھا لیکن افسوس ہے کہ ارباب اقتدار اور حزب اختلاف نے پاکستان کے دشمنوں کی پذیرائی کی اور توحید وعشق رسولؐ کی بیخ کنی کرنے کی کوشش کی گئی۔ انہوں نے کہا ایک دہشت گرد جماعت کے "شریعت بل" کو نافذ نہیں ہونے دیا جائے گا۔ کیونکہ یہ شرارت بل ہے۔ کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے سید محمود احمد رضوی عظمت علی شاہ بخاری۔ سید امین الحسنات شاہ۔ صاحبزادہ مظہر قیوم۔ خواجہ عطاء الرحمٰن خان اور سجادہ نشین آستانہ بابو نے کہا کہ ہم نے پاکستان بنایا۔ اب ہم اس کی حفاظت کریں گے۔

انہوں نے کہا۔ ہمیں مہذب طریقہ کار اختیار کرتے ہوئے فقہ حنفی کے نفاذ کی بھرپور کوشش کرنی چاہیئے۔ اور شہری حقوق کی بازیابی کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہ کیا جاسکے۔

جمعیۃ العلماء اسلام کے مولاناؤں میں تصادم

مردان۔ (ڈاک سے) ۲ دسمبر ۱۹۸۶ء۔

آج یہاں "جمعیۃ العلماء اسلام" کے درخواستی اور فضل الرحمان گروپوں کے مولاناؤں اور کارکنوں میں تصادم ہوگیا۔ نتیجۃً درجن بھر کارکن زخمی ہوگئے۔ مولانا شمس الرحمان کی حالت نازک بتائی جاتی ہے۔ تصادم اس وقت شروع ہوا جب یہاں شمس روڈ پر جمعیت العلماء اسلام کے درخواستی گروپ کے رہنما مولانا سمیع الحق سینیٹر کی زیر صدارت منعقدہ ایک اجتماع میں ایک مقرر مولانا عبد القیوم حقانی نے مولانا فضل الرحمان گروپ کے صوبائی رہنما مولانا محمد امیر "بجلی گھر" پر شدید تنقید کی۔ جس پر فضل الرحمان گروپ کے کارکنوں نے عملی احتجاج کرتے اور مخالفانہ نعرے لگاتے ہوئے اسٹیج پر ہلّہ بول دیا۔ جلسہ گاہ کی کرسیاں اُٹھا کر اِدھر اُدھر پھینکنا شروع کردیں جس پر اسٹیج کے منتظمین کی ہدایات پر درخواستی گروپ کے پہلے سے تیار ڈنڈہ برداروں نے احتجاج کرنے والوں کی جی بھر کر پٹائی کی۔ اس تصادم میں درجن کے لگ بھگ کارکن شدید زخمی ہوئے ایک مولانا بنام شمس الرحمان کی حالت نازک بتائی جاتی ہے ــــ کوئی ایک گھنٹے کے تعطل کے بعد جلسہ کی کارروائی دوبارہ شروع ہوئی۔ صدر جلسہ مولانا سمیع الحق نے اس واقعہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے اسے جلسہ خراب کرنے کی ایک سوچی سمجھی سازش قرار دیا۔

فریقین کے تھانہ ٹی ڈویژن میں دو مختلف رپورٹیں درج کرانے کے بعد پولیس نے مقدمہ کی تفتیش شروع کردی ہے۔

(بشکریہ ہفت روزہ "لاہور" لاہور ۲۰ دسمبر ۱۹۸۶ء)

ضروری اعلان

احباب جماعت کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل کو قضاء بورڈ کا صدر مقرر فرمادیا ہے۔ احباب تعاون کریں۔

ناظر اعلیٰ قادیان

درخواست دعا:- مکرم سید بشیر احمد صاحب سیکرٹری صوبائی منصوبہ بندی کمیٹی بہار، مکرم سید فضل احمد صاحب کنوینر صوبائی تبلیغی منصوبہ بندی کمیٹی بہار کی اہلیہ جن کا کچھ عرصہ قبل امریکہ میں آپریشن ہوا ہے کی کامل صحت و شفایابی اور بخیر و عافیت مراجعت کے لئے احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (ادارہ)

علماء دیوبند اور عقیدہ ختم نبوت

از مکرم سید عبدالعزیز صاحب مقیم نیوجرسی - امریکہ

علماء دیوبند وغیرہم ختم نبوت کے اُن معنوں کے قائل نہیں جن معنوں کا وہ دعوٰی کرتے ہیں۔

اُن کا دعوٰی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت ختم ہے۔ ختم نبوت سے وہ یہی مراد لیتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی عقیدہ یہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام بطور نبی کے نزول فرمائیں گے۔ صاف ظاہر ہے کہ اُن کے دعوٰی میں واضح تضاد موجود ہے۔ مگر یہ جانتے ہوئے بھی کہ اُن کے دعوٰی ختم نبوت اور عقیدہ نزول مسیح میں تضاد ہے وہ جماعت احمدیہ کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ اور اس طرح سے زیادہ تر ناواقف عام مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ کہ وہ تو ختم نبوت پر ان معنوں میں ایمان رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ اور یہ کوشش کرتے ہیں کہ جب وہ ختم نبوت کا نام لیں اُس وقت مسیح ناصری علیہ السلام کی آمد کا ذکر نہ کریں۔

ایسی صورت میں صاف ظاہر ہے کہ وہ ختم نبوت اور خاتم النبیین کے پاک الفاظ کو اپنی دنیاوی اغراض کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ مگر متضاد عقیدہ اور دعوٰی رکھتے ہوئے انہیں اپنے دل و دماغ سے یہ بات نکال دینی چاہیئے کہ اُن کو کوئی معنی خیز کامیابی حاصل ہوسکتی ہے۔ اُن کا دعوٰی نہ صرف غلط ہے بلکہ بزرگان سلف کے عقیدہ اور تفسیر خاتم النبیین کے بھی خلاف ہے۔ بزرگان سلف جو اپنے علم و زہد میں مشہور و معروف ہیں وہ ختم نبوت اور خاتم النبیین کی تشریح اس طرح کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شریعت والا نبی نہیں آسکتا۔

موجودہ زمانہ کے علماء اس بات کو چھپاتے ہیں کہ کہیں یہ ظاہر نہ ہو جائے کہ بزرگان سلف نے تو کہا تھا کہ شریعت والا نبی نہیں آسکتا۔ یہ علماء دل سے جانتے ہیں کہ اُن کی ختم نبوت اور خاتم النبیین کے متعلق پوزیشن تار عنکبوت سے بھی کمزور ہے۔ ورنہ وہ یہ اعلان کر دیتے کہ بزرگان سلف کی تشریح خاتم النبیین کے متعلق غلط ہے اور عیسٰی علیہ السلام کے دوبارہ نبی کے طور پر آنے کا عقیدہ بھی باطل ہے۔

خاتم اور ختم کے معنی بند ہو جانے کے نہیں ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"بالفرض اگر بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا"

خاتم اور ختم کے معنی مُہر کے ہیں مُہر کا کام یہ ہے کہ دوسری چیز میں اثر پیدا کرے۔

اے علماء دیوبند! آپ ختم نبوت اور خاتم النبیین کے وہ معنی کرتے ہیں جو نہ صرف مولانا نانوتوی کے معنی اور لغت کے معنی کے خلاف ہیں بلکہ کلام عرب کے بھی خلاف ہیں ختم اور خاتم کے لغوی معنی مُہر اور تاثیر کے ہیں اور یہ حقیقی اور اصل معنی ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ مُہر تاثیر کا کام کرتی ہے یعنی اُس میں اثر پیدا کرنے کی قوت ہے۔ اور مُہر ہونے کی غرض یہی ہوتی ہے کہ وہ مطلوبہ نقش اور اثر پیدا کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم ہیں یعنی آپ کی تاثیر قدسی۔ افاضہ روحانی اور آپ کے نور سے دوسرے منور ہوتے ہیں۔

جس طرح سے حقیقی مُہر کی وجہ سے مجازی مُہر کا وجود اور نقش پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم یعنی حقیقی نبی ہیں اور آپ کی توسط قدسی سے مجازی اور ظلّی وجود کا ظہور میں آنا ناممکن نہیں بلکہ خاتم اس کا مقتضی ہے۔

اے علماء دیوبند! افسوس آپ کو آج تک ختم اور خاتم کے حقیقی معنی کا علم نہیں ہوا۔ حالانکہ خود حضرت مولانا نانوتویؒ فرما چکے ہیں کہ:۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام مراتب کمال اسی طرح ختم ہو گئے جیسے بادشاہ پر مراتب حکومت ختم ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے بادشاہ کو خاتم الحکام کہہ سکتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الکاملین و خاتم النبیین کہہ سکتے ہیں"

(حجۃ الاسلام صفحہ ۳۴ و صفحہ ۳۵)

پس ثابت ہوا کہ ختم نبوت کے معنی مُہر نبوت تاثیرات نبوت اور چشمہ نبوت کے ہیں۔ وھو المراد۔

وما علینا الا البلاغ

احمدی والدین کی ایک عظیم ذمہ واری

از محترمہ شمیم النساء صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ آندھرا پردیش

آج تو کچھ ایسی ہوا چلی ہے کہ بلبلیں چہک رہی ہیں ــــ مگر چمن ویران...... باغبان پریشان کہ اب کیا کیا جائے ــــ ایسے میں ہمیں حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مژدہ جانفزا سنائی دیتا ہے کہ:۔

"جس کو اللہ تعالیٰ لڑکیاں دے اور پھر وہ ان کی اچھی تربیت کرے تو وہ اور میں قیامت کے دن اس طرح ایک ساتھ ہونگے جس طرح میری باہم ملی ہوئی یہ دو انگلیاں"

اس حدیث نبوی پر اگر غور کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ اس کے دو پہلو ہیں۔ ایک یہ کہ جہاں عورتوں کو زمانہ جاہلیت میں حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ گرائے جاتے تھے اور انہیں کمزور خیال کیا جاتا تھا۔ وہاں ان کو قعر ظلمت سے نکال کر عزت و احترام کے ساتویں آسمان پر بٹھانا مقصود تھا۔

دوسرا پہلو وہ ہے جس کی طرف میں احمدی والدین کی توجہ مبذول کرانا چاہتی ہوں وہ یہ کہ لڑکیوں کو صرف ظاہری تعلیم و تربیت سے آراستہ کرکے خوش نہ ہو جائیں کہ ہم نے اپنا فرض پورا کر دیا۔ اور آنحضرت صلعم کے اس فرمان کے مطابق آپ کے ساتھ ہونگے۔ یاد رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی فرمان کے ساتھ ایک اور فرمان بھی ہے جس پر ہمیں غور کرنا ہے وہ یہ کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ کاٹ دیتا۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہمیں ایک عظیم ذمہ واری سے آگاہ کر رہا ہے وہ یہ کہ اے احمدی والدین! تم نے اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور ہونے سے تو بچا لیا مگر ان کو روحانی طور پر درگور مت کرو بلکہ اس کو قوم و ملت کے لئے ایک مفید وجود بناؤ۔ ایسا نہ ہو کہ ماں باپ کی لاڈلی بن کر اور ان کی محبت و خلوص کا ناجائز فائدہ اٹھا کر دوسروں کے لئے تکلیف کا باعث بن جائیں۔

والدین کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی نور نظر بیٹی کو کوئی بھیانک روپ دینے کے بجائے پیارا نکھرا نکھرا روپ دیں۔ اس کو دینی و دنیوی تعلیم سے اس طرح آراستہ کریں کہ ہر ملنے جلنے والا اس کی خوبیاں بیان کرے ــــ اسکول یا کالج جائے تو ٹیچر خوش ہوں۔ گھر آئے تو گھر والے دعائیں دیں۔ سسرال جائے تو سسرال کا شریک امیری اور ہر دکھ درد میں تعاون کرے۔ اُن کی روحانیت کا خاص طور پر خیال رکھنے شوہر کے گھر کو جنت کا نمونہ بنانے کے لئے بے شک اس گھر کو جنت بنانے میں بہت سی مشکلات در پیش ہوں گی۔ مگر ان تمام مشکلات کو سہنا اسے محض خدا کی خاطر گوارا کرنا پڑیگا۔ پھر جب وہ ماں بنے تو اپنے قدموں تلے جنت بنائے جس کے سایہ میں پل کر اس کی اولاد اسلام کی فدائی ہو۔ اسی طرح جب بڑھاپے میں قدم رکھے تو ایک دعاگو بزرگ خاتون بنے اور مذہب و قوم کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار رہے جو احمدی والدین بیٹیوں کی پیدائش پر ان کی تربیت اس طور سے نہیں کرتے انہیں یہ اُمید بھی نہیں کرنی چاہیئے کہ وہ فرمان نبوی کے مطابق جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال اور قرب حاصل کر پائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی لڑکیوں کی اس رنگ میں تربیت کرکے اللہ تعالیٰ کے رسول کی خوشنودی حاصل کریں۔ آمین۔ اللّٰھمّ آمین ☙

لجنات اماء اللہ بھارت کی

کامیاب اور خوشکن مساعی

مرکزی عمارت کا سنگ بنیاد

مکرمہ بشریٰ طیبہ صاحبہ سیکرٹری شعبہ رپورٹ لجنہ مرکزیہ قادیان تحریر فرماتی ہیں کہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے لئے موجودہ دفتر ناکافی ہو رہا ہے اور کافی عرصہ سے ایک دفتر۔ لائبریری، اسٹور روم، ریکارڈ روم اور جلسہ گاہ مستورات کی چار دیواری تعمیر کرانے کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی۔ جس کے لئے ایک لاکھ روپیہ کے قریب اخراجات کا تخمینہ لگایا گیا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے از راہ شفقت اس تعمیری منصوبہ کی منظوری مرحمت ہونے کے بعد محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ بھارت نے جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۶ء کے موقعہ پر مستورات بھارت کے سامنے ایک لاکھ روپیہ جمع کرنے کی تحریک رکھی۔ الحمد للہ کہ بہنیں اس اہم تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہیں۔ جلسہ سالانہ کے فوراً بعد بنیاد کی کھدائی کا کام شروع کر دیا گیا۔ اور مورخہ ۱۱/۱/۸۷ کو اس عمارت کا سنگ بنیاد رکھنے کی دعائیہ تقریب منعقد کی گئی۔ جس میں قادیان کی تمام مستورات اور ناصرات کی بچیاں شامل ہوئیں۔ محترم ملک صلاح الدین صاحب ناظر اعلیٰ قادیان کی صدارت میں ٹھیک چار بجے سہ پہر کاروائی کا آغاز مکرم مشرف زاہد صاحب کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم رفیق احمد صاحب مدراسی نے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام سے

خدایا اے میرے پیارے خدایا … یہ کیسے ہیں ترے مجھ پر عطایا

سنایا۔

ازاں بعد مکرم چوہدری بدرالدین صاحب عامل جنرل سیکرٹری قادیان نے لجنہ اماء اللہ کی ۱۹۴۷ء کے بعد کی مختصر تاریخ بیان کی۔ بعدہٗ محترم صدر صاحب نے مختصر طور پر لجنہ کے قیام اور ابتدائی کاموں کا ذکر کیا۔ اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ لجنہ کے اس کام کو بابرکت کرے اور اس کی تعمیر کے بعد لجنہ کما حقہٗ اپنے فرائض انجام دے سکیں۔ صدارتی خطاب کے بعد مندرجہ ذیل خواتین و احباب نے بنیادی اینٹیں نصب کیں۔

۱۔ محترم ملک صلاح الدین صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

۲۔ ” چوہدری عبدالقدیر صاحب قائمقام امیر مقامی

۳۔ محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ نائب صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

۴۔ ” معراج سلطانہ صاحبہ نائب صدر لجنہ اماء اللہ قادیان

۵۔ ” سہیلہ محبوب صاحبہ نگران ناصرات الاحمدیہ مرکزیہ

۶۔ ” امۃ الرحمان صاحبہ دیرینہ خادمہ لجنہ

۷۔ ” صالحہ خورشید بیگم صاحبہ دیرینہ خادمہ لجنہ

۸۔ ” رشیدہ بیگم صاحبہ دیرینہ خادمہ لجنہ

۹۔ ” اماں عالم بی بی صاحبہ معمر خاتون قادیان

۱۰۔ ” حسین بی بی صاحبہ قادیان آنے والی پہلی خاتون

۱۱۔ ” زہرہ بیگم صاحبہ پاکستان سے واپس آنے والی پہلی خاتون

۱۲۔ ” نور جہاں صاحبہ درویشوں میں سب سے پہلی شادی کرکے آنیوالی خاتون

۱۳۔ ” ہاجرہ بیگم صاحبہ قادیان میں لجنہ کا کام سنبھالنے والی پہلی خاتون

۱۴۔ ” خاکسار بشریٰ طیبہ خادمہ لجنہ مرکزیہ دلوکل

۱۵۔ ” شکیلہ سلطانہ صاحبہ نمائندہ لجنہ حیدرآباد

۱۶۔ ” بشارت جہاں صاحبہ نمائندہ لجنہ کلکتہ

۱۷۔ ” نجمی مبارکہ صاحبہ نمائندہ لجنہ …… بنگلور

۱۸۔ ” امۃ الکریم صاحبہ نمائندہ لجنہ بہار پورہ

۱۹۔ ” طاہرہ تنویر صاحبہ نمائندہ لجنہ شاہجہانپور

۲۰۔ محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ایڈیشنل ناظر دعوۃ و تبلیغ

۲۱۔ ” ” بشیر احمد صاحب دہلوی ” ” ”

۲۲۔ ” ” حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ

۲۳۔ ” مولوی محمد انعام صاحب غوری صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ

۲۴۔ ” ” منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

۲۵۔ ” شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر تعلیم

۲۶۔ ” محمود احمد صاحب عارف ایڈیٹر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

۲۷۔ ” چوہدری بدرالدین صاحب عامل جنرل سیکرٹری لوکل

سنگ بنیاد رکھنے کے بعد محترم صدر صاحب نے اجتماعی دعا کروائی ازاں بعد لجنہ مرکزیہ کی طرف سے موجود تمام احباب و خواتین میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

سالانہ اجتماعات

★ — محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ کرڈاپلی (اڑیسہ) لکھتی ہیں کہ مورخہ ۹، ۱۰ اور ۱۱ نومبر کو لجنہ اور ناصرات کا سالانہ اجتماع منعقد کیا گیا۔ انعقاد اجتماع سے ایک ماہ قبل روزانہ باقاعدہ کلاس لگا کر لجنہ اور ناصرات کو تیاری کرائی گئی۔ تینوں روز ناصرات معیار اول و دوم اور لجنہ معیار اول و دوم کے تلاوت قرآن مجید حفظ، نظم خوانی اور تقاریر کے مقابلے ہوئے۔

۱۱ نومبر کو ایک عام اجلاس منعقد کر کے مقابلہ جات میں اول۔ دوم۔ سوم لجنہ و ناصرات میں آنے والی ممبرات کو انعام دیئے گئے۔ لجنہ و ناصرات کی بعض ممبرات کو خصوصی انعام بھی دیئے گئے۔ مقابلہ جات میں مکرم محمد صدیق صاحب صدر جماعت۔ مکرم شیخ یوسف علی صاحب نائب صدر جماعت۔ اور مکرم شمس الحق خان صاحب معلم وقف جدید نے جج کے فرائض سرانجام دیئے۔ جزاھم اللہ خیراً۔ آخری جلسہ میں مکرم صدر صاحب نے تقریر کی۔ اور لجنہ و ناصرات کو دینی علوم میں آگے بڑھنے کی طرف توجہ دلائی۔ معلم صاحب نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام برموقعہ لجنہ اماء اللہ سالانہ اجتماع مرکزیہ قادیان اور محترمہ حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ ربوہ کا پیغام برائے ناصرات الاحمدیہ پڑھ کر اڑیہ میں سمجھایا۔ آخر میں خاکسار نے اور مکرمہ صابرہ بیگم صاحبہ نگران ناصرات نے تمام ممبرات لجنہ و ناصرات اور مہمانان کا شکریہ ادا کیا۔ اجتماعی دعا کے ساتھ یہ اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

★ — محترمہ امۃ النعیم بشیر صاحبہ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ آندھرا پردیش لکھتی ہیں کہ مورخہ ۲۰/۱۲/۸۶ کو ٹھیک ۱۰ بجے احمدیہ جوبلی ہال میں صوبائی اجتماع منعقد کیا گیا جس کی صدارت صوبائی صدر محترمہ اعظم النساء صاحبہ نے کی۔ کاروائی کا آغاز محترمہ صالحہ نسرین صاحبہ کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ آپ نے تلاوت کردہ آیات کا ترجمہ بھی پڑھ کر سنایا۔ عہد نامہ دہرانے کے بعد خاکسار نے پیغام حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ پڑھ کر سنایا۔ محترمہ محمودہ رشید صاحبہ نے افتتاحی تقریر کی۔ اور حیدرآباد کی لڑکیوں نے ترانہ پیش کیا۔ اس کے بعد مختلف قرآن، حسن قراءت، نظم خوانی کے مقابلے ہوئے جن میں جج کے فرائض محترمہ امۃ العلیم صاحبہ حیدرآباد۔ محترمہ محمودہ رشید صاحبہ محترمہ زاہدہ شمس الدین صاحبہ محترمہ ناصرہ سراج الحق صاحبہ محترمہ محمدی بیگم صاحبہ اور محترمہ منصورہ بیگ صاحبہ نے انجام دیئے۔ نماز با جماعت کی ادائیگی اور کھانے سے فراغت کے بعد دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ جس میں سب سے پہلے نماز کی اہمیت واضح کرنے کے لئے حیدرآباد کی لڑکیوں نے ایک خاکہ پیش کیا۔ ازاں بعد معیار اول و دوم کے تقاریر کے مقابلے ہوئے جن میں جج کے فرائض محترمہ امۃ المنیر صاحبہ محترمہ فوزیہ ظفر صاحبہ اور محترمہ محمودہ رشید صاحبہ نے انجام دیئے بعدہٗ محترمہ صدر صاحبہ نے مرکزی سالانہ اجتماع کی اور محترمہ امۃ المنیر صاحبہ نے اپنی سالانہ رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ پھر انعامات تقسیم کئے گئے۔ اور شام ۶ بجے اجتماع کی کاروائی اجتماعی دعا کے ساتھ اختتام کو پہنچی الحمد للہ۔ اجتماع میں ۱۵۰ بہنوں اور ۲۵ ناصرات شریک ہوئیں۔ اجتماع سے قبل کھیلوں کے مقابلے بھی ہوئے جن کے لئے ہماری ایک زیر تبلیغ بہن نے اپنے مکان کا وسیع میدان پیش کیا۔ ممبرات لجنہ اماء اللہ حیدرآباد نے نہ صرف یہ کہ اجتماع میں شرکت کی بلکہ اس کے جملہ پروگراموں میں بھی دلچسپی کے ساتھ حصہ لیا۔ جزاھن اللہ تعالیٰ خیراً۔

کتابوں کی تصنیف و اشاعت کے بارہ میں

ایک ضروری اعلان

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب گرامی ۱۵۱۸/۱-۱۲-۸۶ میں یہ تاکیدی ہدایت صادر فرمائی ہے کہ

"اس سے قبل بھی بذریعہ سرکلر ہدایت دی گئی تھی کہ اگر کوئی احمدی جماعت سے متعلق کوئی کتاب لکھتا ہے اور شائع کروانا چاہتا ہے تو اس کتاب کو جماعتی روایات کے مطابق پہلے APPROVE کروا لے۔ تاکہ کوئی خلاف سلسلہ بات نہ آجائے۔ لیکن بعض جگہوں سے مجھے اطلاع ملی ہے کہ اس ہدایت کی پابندی نہیں کی جا رہی۔ اس لئے یہ اصولی ہدایت دوبارہ بھجوا رہا ہوں کہ جماعت سے متعلق کسی بھی کتاب کو طبع کروانے سے قبل مرکز سے منظوری حاصل کی جائے۔ ہاں البتہ مرکز سے APPROVAL کے بعد اگر کوئی خود چھپوانا چاہتا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ انفرادی اشاعت کی تو اجازت ہے۔ لیکن بے لگام اشاعت کی اجازت نہیں۔ اور جو کتابیں پہلے سلسلہ کے نام پر شائع ہو چکی ہیں۔ انہیں اپنی طرف سے شائع کرانا تو نہایت بے ہودگی ہے۔ اگر کوئی اس طرح کرے تو اس کے خلاف تعزیری کارروائی کی جائے۔ اس اصولی ہدایت کو اچھی طرح اپنی جماعتوں میں پہنچا دیں۔"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات صدر انجمن احمدیہ قادیان زیر ریزولیوشن نمبر ۲/۲۲-۱-۸۷ ریکارڈ کر چکی ہے۔ اب مبلغین کرام اور عہدیداران جماعت کو ہدایت کی جاتی ہے کہ خود بھی وہ حضور انور کے ارشادات کی پابندی کریں۔ اور سب دوستوں کو بھی ان سے آگاہ کر دیں۔ اور مرکز سلسلہ نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان سے مسودہ مضمون منظور کرائے بغیر کوئی کتاب شائع نہ کی جائے۔ تاکید ہے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ضروری اعلان

مبلغین کرام کو خود چندوں کی وصولی نہیں کرنی چاہیئے

مکرم ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن نے زیر چٹھی نمبر ۲۲۳/۵-۱-۸۷ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مندرجہ ذیل تاکیدی ارشاد سے مطلع کیا ہے۔ وکیل التبشیر صاحب لکھتے ہیں کہ

"حسب ہدایت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تاکیداً تحریر ہے کہ مالی امور میں مبلغین ہرگز کسی قسم کا ملوث نہ ہوں چندہ وغیرہ جمع کرنے کا کام سیکرٹری مال یا محصلین کے ذریعہ کروایا جائے۔ اگر بامر مجبوری مبلغ کے لئے چندہ وصول کرنا لابدی ہو تو اس کے لئے قبل از وقت صورت حال لکھ کر حضور سے منظوری حاصل کی جائے۔ تاہم جہاں تک مالی امور کی آگاہی کا کام ہے وہ جاری رہنا چاہیئے۔ اور اس بات کا خیال رکھا جائے کہ رسیدات وغیرہ جاری کی جاتی ہیں۔ اور چندوں کا اور دیگر اخراجات کا باقاعدہ حساب رکھا جاتا ہے۔ لیکن خود مبلغ براہ راست مال کو ہاتھ نہ لگائے۔"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی صدر انجمن احمدیہ قادیان زیر ریزولیوشن ۴/۲۲-۱-۸۷ ریکارڈ کر چکی ہے۔ اس لئے مبلغین کرام ان ہدایات کی پابندی کریں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

لجنات اماء اللہ بھارت متوجہ ہوں

اس وقت بھارت میں ۸۹ مجلس لجنات قائم ہیں۔ جن میں سے صرف ۳۶ لجنات کی رپورٹ دفتر میں پہنچی ہے۔ بعض لجنات کی رپورٹوں میں صرف ایک خانہ پُر ہے۔ برائے مہربانی اپنی رپورٹ مکمل پُر کیا کریں۔ اور ماہ ختم ہونے کے بعد دوسرے ماہ کی ۱۰ تاریخ تک رپورٹ لکھ کر پوسٹ کر دیں۔ اگر آپ ۳ یا ۴ ماہ کی رپورٹ ایک ساتھ بھیج رہی ہیں تو صرف ایک نمبر ملے گا۔ ڈاک خرچ بڑھ گیا ہے۔ خطوط پوسٹ کرنے سے پہلے تسلی کر لیں کہ آپ کا خط بیرنگ تو نہیں۔

- جن لجنات کی اکتوبر تا دسمبر کی رپورٹیں دفتر لجنہ مرکزیہ کو وصول ہوئیں:۔ قادیان۔ چنچل گوڑہ۔ مرزا نگر۔ املی بن۔ جڑچرلہ۔ ظہیر آباد۔ ساگر سورب۔ سوگرال۔ بنگال کرڈاپلی۔ کیرنگ۔ محمود آباد کیرنگ۔ خانپور ملکی۔
- جن لجنات کی اکتوبر، نومبر کی رپورٹیں دفتر لجنہ مرکزیہ کو وصول ہوئیں:۔ عثمان آباد۔ شاہجہانپور۔ کالی کٹ۔ مدراس۔ موسنی بنی مائنز۔ فلک نما۔ لال ٹیکری۔ ترب بازار۔ سکندر آباد۔ کلکتہ۔ سعید آباد۔
- جن لجنات کی اکتوبر کی رپورٹ دفتر لجنہ مرکزیہ کو وصول ہوئیں:۔ جلالی کوچہ۔ منگلور۔ بلاری۔ دھوان ساہی۔ شیموگہ۔ ساونت واڑی۔
- جن لجنات کی نومبر، دسمبر کی رپورٹیں دفتر لجنہ مرکزیہ کو وصول ہوئیں:۔ بھاگلپور۔ بھدرک۔ بلیشونڈ۔
- جن لجنات کی نومبر کی رپورٹ دفتر لجنہ مرکزیہ کو وصول ہوئیں:۔ گوہالی پور۔ کلکتہ۔ بمبئی۔ چنڈی۔ ارکو پٹنہ۔ ہلاوپلی۔ جمشید پور۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۶ء کی رپورٹیں بھیجنے والی ناصرات

(۱) قادیان (۲) حلقہ حیدر آباد۔ مرزا نگر۔ املی بن (۳) جڑچرلہ (۴) خانپور ملکی (۵) کیرنگ۔

اس کے علاوہ دوسری ناصرات سے رپورٹ نہیں آئی ہے۔ برائے مہربانی اپنی رپورٹ باقاعدگی سے بھیجیں۔ تا مرکز کو آپ کی کارگزاری کا بروقت علم ہو سکے اور آپ کی رہنمائی بھی کی جا سکے۔

سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ مرکزیہ

اعلان نکاح

مورخہ ۹/۱ ۸۶ء بعد نماز مغرب و عشاء مسجد اقصیٰ میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے خاکسار کی بچی عزیزہ فہیمہ بشریٰ کا نکاح مکرم محمد ظفر اللہ صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ ابن مکرم کے ایم محی الدین کویا صاحب آف کالیکٹ کے ساتھ ۳۰۰۰/ روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ اس رشتہ کو ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

خاکسار۔ محمد عمر مبلغ انچارج مدراس

ولادت

مورخہ ۱۱/۱ ۸۷ء کو اللہ تعالیٰ نے میری بڑی بیٹی عزیزہ سراج النساء رحمان سلمہا کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے جس کا نام "فضل الرحمٰن رضوان" تجویز کیا گیا ہے۔ نومولود مکرم عبد اللطیف صاحب مقتا پور کا پوتا ہے۔ قارئین سے عزیز نومولود کے نیک صالح، خادم دین ہونے اور والدین کے لئے قرۃ العین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار۔ ظفر اللہ سعیدی شورابور (کرناٹک)

پروگرام دورہ مکرم مولوی سید صباح الدین صاحب انسپکٹر بیت المال آمد

برائے صوبہ بہار - یوپی - راجستھان

جماعت ہائے احمدیہ بہار - یوپی اور راجستھان کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ مورخہ ۲۲/۲ سے انسپکٹر صاحب موصوف درج ذیل پروگرام کے مطابق بغرض پڑتال حسابات و وصولی چندہ جات - تشخیص بجٹ ۸۸-۱۹۸۷ء کے سلسلہ میں دورہ کریں گے۔ عہدیداران جماعت و مبلغین و معلمین کرام سے موصوف کے ساتھ کما حقہٗ تعاون کرنے کی درخواست ہے۔ متعلقہ جماعتوں کے سیکرٹریان مال کو بذریعہ خطوط اطلاع دی جا رہی ہے۔

ناظر بیت المال آمد

نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
قادیان	-	-	۲۲/۲/۸۷	ساندھن	۲/۴/۸۷	۱	۳/۴/۸۷
رانچی سسملیہ	۲۴	۲	۲۶	بھائی نگر	۴	۱	۵
گریڈیہ	۲۶	۱	۲۷	جے پور	۵	۱	۶
دیوگھر	۲۷	۱	۲۸	کشن گڑھ	۶	۱	۷
بھاگلپور، بیرہ پورہ	۲۸	۳	۳/۳	اودے پور	۸	۱	۹
فنا نیو ملکی، بالہ ہار	۳/۳	۳	۶	کالمٹھ	۱۰	۱	۱۱
بنارس	۶	۱	۷	جھانسی	۱۲	۱	۱۳
مونگھیر	۷	۱	۸	سکرا	۱۴	۱	۱۵
بھاگلپور	۸	۱	۹	موردھنا	۱۵	۱	۱۶
پاکوڑ	۹	۱	۱۰	کانپور	۱۶	۲	۱۸
بہی گلپور	۱۰	۱	۱۱	بہرائچ - سمولی، دھنی سن پور	۱۸	۲	۲۰
ندھو بنی	۱۲	۱	۱۳	کھانپور	۲۰	۱	۲۱
مظفرپور، بھتولی	۱۳	۲	۱۵	لکھنؤ - بارہ بنکی	۲۱	۲	۲۳
سوتی بارہ	۱۵	۱	۱۶	فیض آباد	۲۳	۱	۲۴
کھرت پورہ سیوان	۱۶	۱	۱۷	گونڈہ	۲۴	۱	۲۵
...	۱۸	۲	۲۰	شاہجہانپور، اودے پور کٹیا	۲۵	۳	۲۸
مظفرپور	۲۰	۱	۲۱	بریلی	۲۸	۱	۲۹
پٹنہ	۲۱	۱	۲۲	مراد آباد، نگر	۲۹	۲	۱/۴
گیا	۲۳	۱	۲۴	دہلی - ہاپوڑ	۱/۴	۴	۵
اروں	۲۴	۱	۲۵	میرٹھ	۵	۱	۶
بنارس	۲۶	۱	۲۷	انبیٹہ	۶	۱	۷
لکھنؤ	۲۷	۲	۲۹	بجھو پوری	۷	۱	۸
کانپور	۲۹	۳	۱/۴	کرنال - پٹھان	۸	۱	۹
گنگوہ				تھلہ کور	۹	۱	۱۰
سین پوری	۱/۴	۱	۲	قادیان	۱۱/۴/۸۷	-	-
تہ گلہ گلکنو	۲	۱	۳	-	-	-	-

جلسہ یوم مصلح موعودؓ

تمام صدر صاحبان، امراء و مبلغین کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنی اپنی جماعتوں میں ۲۰ فروری ۱۹۸۷ء بمطابق ۲۰ تبلیغ ۱۳۶۶ ہش جلسے منعقد کر کے پیشگوئی مصلح موعودؓ کا پس منظر اور جلسہ کی غرض و غایت احباب جماعت پر واضح کریں۔ اور جلسوں کی رودادیں مرتب کر کے نظارت دعوت و تبلیغ میں بھجوائیں تاکہ اخبار بدر میں رپورٹوں کا خلاصہ شائع کروایا جا سکے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

وقف جدید کے بارہ میں

احمدی مستورات کی ذمہ داری

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۶۶ء کے لجنہ اماء اللہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر مستورات سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:-

"اگر تمام احمدی بچے جو آپ کی گودوں میں پلتے ہیں۔ تمام احمدی بچے جن کی تربیت کی ذمہ داری آپ پر ہے اس طرف متوجہ ہوں۔ آپ ان کی ذہنی تربیت اس رنگ میں کریں کہ وہ کم از کم اٹھنی (موجودہ شرح کے مطابق کم از کم ایک روپیہ ناقل) ماہوار خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف جدید کے لئے خود جماعت کو پیش کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ وقف جدید کا سارا بجٹ بچوں کے چندہ سے پورا ہو سکتا ہے۔ لیکن اس طرف پوری توجہ کی ضرورت ہے اور بچوں کے ذہنوں میں اس کام کی اہمیت بٹھانے کی ضرورت ہے اور بچوں کے ذہنوں میں آپ وقف جدید کی اہمیت بٹھا نہیں سکتیں جب تک خود آپ کے ذہنوں میں وقف جدید کی اہمیت نہ بیٹھی ہو"

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

پروگرام دورہ نمائندہ وقف جدید برائے صوبہ اڑیسہ

کرم مولوی نصیر احمد صاحب خادم بطور نمائندہ وقف جدید درج ذیل پروگرام کے مطابق صوبہ اڑیسہ کی جماعتوں کا دورہ کر رہے ہیں۔ عہدیداران اور احباب سے حسب سابق تعاون کی درخواست ہے۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
بھونیشور	۵/۲/۸۷	۲	۷/۲/۸۷	ادیکٹہ پٹنہ	۴/۳/۸۷	۱	۵/۳/۸۷
کیرنگ	۷	۵	۱۲	کالیر کوٹ	۵	۱	۶
شیٹہ کوڈا، تیا گوٹہ	۱۲	۱	۱۳	شنجیپ پاڑہ	۶	۱	۷
سرگاڈن	۱۳	۱	۱۴	تاپچیر	۷	۱	۸
نتوروہ	۱۴	۱	۱۵	کٹک	۸	۱	۹
کٹک	۱۵	۲	۱۷	سرلو	۹	۱	۱۰
کیندرا پاڑہ	۱۷	۱	۱۸	مجدرک	۱۰	۳	۱۳
سونگھڑہ	۱۸	۳	۲۱	سورو	۱۳	۲	۱۵
تیا پلی	۲۲	۱	۲۳	تارکوٹ	۱۵	۱	۱۶
پچہ دربار	۲۳	۱	۲۴	کھڑک پور	۱۶	۲	۱۸
کرڈاپلی	۲۴	۴	۲۸	موسلی بنی مانتر	۱۸	۴	۲۳
چنسکال	۲۸	۴	۳/۳	جمشید پور	۲۳	۲	۲۵
کرشٹ پڑہ	۳/۳	۱	۴	رورکیلہ	۲۵	۳	۲۸
				چننتہ کنٹہ	-	-	-

درخواست دعا

مکرم حنیف احمد صاحب کرشنا سکندر آباد چند سال قبل اپنے خاندان میں تنہا مشرف باسلام ہوئے تھے۔ موصوف کی دلی خواہش ہے کہ ان کی اہلیہ اور بچوں کو بھی قبول حق کی توفیق ملے۔ اس غرض سے بغرض تحریک دعا انہوں نے مختلف مدات میں چار صد روپے چندہ ادا کرنے کے علاوہ اپنے اہل و عیال اور بھائیوں کی طرف سے اشاعت فنڈ میں مستقل چندہ بھی نوٹ کرایا ہے۔ قارئین سے موصوف کی دلی خواہش کے بر آنے اور دینی و دنیوی مقاصد میں کامیابی کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ خاکسار حمید الدین شمس مبلغ حیدرآباد

ارشادِ نبوی ؐ { اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّاذَنْبَ لَہٗ۔
توبہ کرنیوالا گناہ سے مانند اس شخص کے ہے جس کا کوئی گناہ نہ ہو۔

اِجرائے نبوّت ـ اور ـ سُلطان محمد تغلق

سُلطان محمد تغلق کے دورِ حکومت میں ہی امام ابن تیمیہؒ کے ایک شاگرد امام عبدالعزیز اردبیلی دہلی آئے تھے۔ سلطان محمد تغلق ان کی بڑی عزت کرتا تھا۔ اسی دور میں شیخ شہاب الدین حق گو اور شیخ فخر الدین زاہدی دو مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ ان دونوں بزرگوں کے ساتھ سلطان محمد تغلق کی مسئلہ نبوت پر بحث ہوئی۔ سُلطان اجرائے نبوّت کا قائل تھا۔ اور کہتا تھا کہ فیضانِ خداوندی کی طرح فیضانِ نبوت بھی بند نہیں ہو سکتا۔ اور آج بھی پیغمبر پیدا ہو سکتے ہیں۔ شیخ شہاب الدین حق گو اور مولانا عماد الدین غوری اس عقیدے کے مخالف تھے۔ دونوں نے بحث کے دوران سلطان کی شان میں سخت گستاخی کی۔ چنانچہ سلطان نے دونوں کو قتل کرا ڈالا۔ (رسالہ "بُرہان" ص۵)

مؤرخ فرشتہ نے بھی اپنی تاریخ میں سُلطان محمد تغلق کے متعلق یہ لکھا ہے کہ وہ مرتبۂ نبوت کے اجراء کا قائل تھا۔ اور کبھی یہ کہتا تھا کہ خدا مجھ کو بھی نبی بنا سکتا ہے۔ وہ معقولات کو منقولات پر ترجیح دیتا تھا۔ ایسی بات جو عقل کے خلاف ہو رد کر دیتا تھا خواہ کہنے والا بڑے سے بڑا عالم کیوں نہ ہو۔

اِس کے ساتھ ہی وہ اس قدر دیندار بھی تھا کہ اتنا بڑا فرمانروا ہونے کے باوجود اپنے کو اس وقت تک حکومت کا جائز حقدار نہیں سمجھتا تھا جب تک خلیفۂ عباسی اس کو حکومت کا پروانہ نہ دیدے۔ اس زمانہ میں مصر میں عباسی خلیفہ تھا۔ محمد تغلق نے اس کے پاس اپنا نمائندہ بھیج کر پروانۂ حکومت حاصل کیا۔ اور یوں خلیفۂ عباسی کی نیابت میں وہ ہندوستان پر حکمرانی کرنے لگا۔ اتنے بڑے دیندار بادشاہ کا یہ قول کہ مرتبۂ نبوت ختم نہیں ہوا قابلِ غور بات ہے۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَلْبَابِ:

خاکسار: بشارت احمد بشیر
مبلغ انچارج مہاراشٹر

افضل الذکر لا الٰہ الا اللّٰہ
(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب: ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.
31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.
PH. 275475
RESI. 273903
CALCUTTA - 700073.

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث)

فرینکفرٹ (مغربی جرمنی) میں معیاری اور بارعایت:-
● گروسری ● مٹھائیاں ● کیسٹس ـ اور ـ ● تازہ سبزیوں
کے خرید کیلئے آپ کی اپنی دُوکان۔

TAJ CASH AND CARRY.
KLINGER STR. 9, 6000 FRANKFURT / MAIN.
PHONE:- 069-281801 — PROP. INAM AND ATA.

الخیر کلّہٗ فی القرآن
ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA,
PHONE:- 279203
CARDBOARD BOX MFG. CO.
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.
CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.
15, PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

ارشادِ باری تعالےٰ:-
قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ۔
تو کہہ دے حق آگیا اور باطل بھاگ گیا۔
(طالبِ دعا)

AUTOWINGS,
13 - SANTHOME HIGH ROAD.
MADRAS — 600004.
PHONES:- 76360
74350

آٹو ونگس

آؤ لوگو ادھر آؤ! نورِ حق دیکھو راہِ حق پاؤ!!
رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICURI ELECTRICALS
ELECTRIC CONTRACTOR
TARUN BHAKAT CO-OP. HOUSE SOCT.
PLOT NO. 6, GROUND FLOOR.
OLD CHAKALA, OPP. CIGARETTES FACTORY.
ANDHERI (EAST)
PHONES OFFICE:- 6348179.
RESI:- 629389.
BOMBAY - 400099.

ھوالناصر
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

کراچی میں معیاری سونا کے زیورات بنوانے اور خریدنے کے لئے تشریف لائیے

الرؤف جیولرز

۱۶ - خورشید کلاتھ مارکیٹ - حیدری - شمالی ناظم آباد - کراچی
(فون نمبر: ۶۱۷۰۹۹)

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوحِيْ إِلَيْهِمْ مِنَ السَّمَآءِ

تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیشکردہ: کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس، سٹاکسٹ جیون ڈریسیز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک۔ ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)

پروپرائیٹر:۔ شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر:۔ 294

میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں

(ارشاد حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

محتاجِ دعا:۔ اقبال احمد جاوید مع برادران، جے۔ این۔ روڈ لائنز اینڈ جے۔ این۔ انٹر پرائسز

NO. 75, FARAH COMMERCIAL COMPLEX
J. C. ROAD, BANGALORE – 560002
PHONE NO. 228666.

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے"
ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد الیکٹرانکس
کورٹ روڈ۔ اسلام آباد کشمیر

گڈلک الیکٹرانکس
انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد کشمیر

ایمپائر ریڈیو۔ ٹی وی۔ اوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس!

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

- بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ اُن کی تحقیر۔
- عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے اُن کی تحقیر۔
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔

(کشتی نوح)

M. MOOSA RAZA SAHEB & SONS.
6 – ALBERT VICTOR ROAD, FORT.
GRAM:- MOOSARAZA
PHONE:- 605558
BANGALORE – 2.

پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے
(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

(پیشکش)

SAIRA Traders
WHOLESALE DEALER IN HAWAI & PVC CHAPPALS
SHOE MARKET, NAYAPUL, HYDERABAD-500002.
PHONE NO. 522860.

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم ص۳۱)

فون نمبر:۔ 42916 —— ٹیلیگرام "ALLIED"

الائیڈ پروڈکٹس

سپلائرز:۔ کرشڈ بون۔ بون میل۔ بون سینیوس۔ ہارن ہوفس وغیرہ

(پتہ)

نمبر ۲۴۰-۲/۴/۲ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن۔ حیدرآباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

"نماز ساری ترقیوں کی جڑ اور زینہ ہے۔"
(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

NIR®
CALCUTTA-15.

پیش کرتے ہیں:۔

آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!